سب کے لیے تعلیمی مہم پروگرام

سب پڑھیں، سب بڑھیں

مفت تقسیم

درجہ-7

ماضی سے حال

حصّہ-2

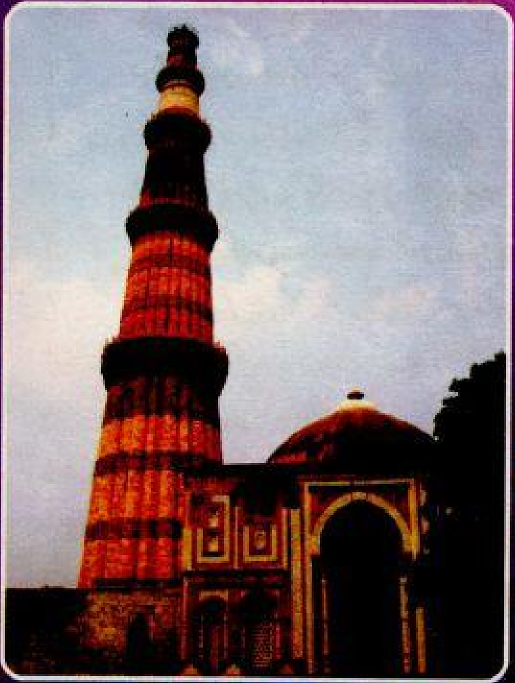

Sun Temple, Konarak
World Heritage Site

سب کے لیے تعلیمی مہم پروگرام کے تحت اسکولی بچّوں کے لیے درسی کتابیں برائے
مفت تقسیم شائع کی گئیں۔اس کتاب کی خرید وفروخت قانوناً جرم ہے۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

بہار معیاری تعلیمی مہم (بہار ایجوکیشن پروجیکٹ کونسل) کی
جانب سے چلائی جارہی بیداری مہم
''سمجھیں ۔ سیکھیں''

معیاری تعلیمی مہم کے بیس رہنما اصول

1. اسکولوں کا وقت سے کھلنا اور بند ہونا۔
2. وقت پر تعلیمی سیشن کا انعقاد۔
3. ہر ایک بچہ اور استاد کی اسکول کے وقت میں، اسکول میں موجودگی۔
4. ہر ایک بچہ اور ہر ایک استاد سیکھنے۔سکھانے کے عمل میں غرق ہو۔
5. اساتذہ کو بچوں کے تعلیمی معیار کی واقفیت اور اس کے تئیں مستعدی۔
6. مسلسل اور گہرائی کے ساتھ صلاحیتوں کی جانچ۔
7. درجہ۔1 کے لئے خاص طور پر کُل وقتی اساتذہ۔
8. اسکول کے سبھی درجات میں بلیک بورڈ کا مکمل طور سے استعمال۔
9. سبھی درجات میں روزانہ کے تعلیمی ٹائم ٹیبل کی دستیابی اور اس کا استعمال۔
10. آخری گھنٹی میں کھیل کود، آرٹ اور ثقافتی سرگرمیاں۔
11. اسکول میں دستیاب کرائی گئیں کہانی کی کتابیں اور کھیل کود کے سامانوں کا استعمال۔
12. Menu کے مطابق دوپہر کے کھانے (Mid-day meal) کی پابندی کے ساتھ روزانہ تقسیم۔
13. فعال بچوں کا پارلیامنٹ اور مینا منچ۔
14. صاف ستھرے بچے اور صاف ستھرا اسکول۔
15. دستیاب پینے کے پانی کا انتظام اور بیت الخلاء کا استعمال۔
16. اسکول کے احاطے میں باغبانی۔
17. اسکولوں میں دستیاب کرائے گئے گرانٹ کا استعمال۔
18. سبھی بچوں کے پاس اپنے اپنے درجہ کی درسی کتابوں کی دستیابی۔
19. اسکول کی انتظامیہ کمیٹی کی پابندی سے ہونے والی میٹنگ میں تعلیم کے معیار (Quality) پر چرچا۔
20. اسکول میں ہر ایک درجہ کے اساتذہ اور گارجین کے ساتھ تبادلۂ خیال۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

ماضی سے حال

حصہ-2

ساتویں درجہ کے لئے تواریخ کی درسی کتاب

Class-7

تیار کردہ: صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (SCERT) بہار، پٹنہ

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ، پٹنہ

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

ڈائرکٹر (پرائمری ایجوکیشن) محکمہ تعلیم ،حکومت بہار سے منظور

صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق و تربیت (SCERT) پٹنہ کے تعاون سے پوری ریاست بہار کے لیے

سبھی کے لئے تعلیمی مہم پروگرام (SSA) کے تحت
اسکولی بچوں کے لئے درسی کتاب برائے
مفت تقسیم
شائع کی گئی۔اس کتاب کی خرید وفروخت قانوناً جرم ہے۔

© بہاراسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ

SSA : 2014-15 : 45,338

شائع کردہ

بہاراسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ

پاٹھیہ پُستک بھون، بدھ مارگ، پٹنہ 800001

مطبوعہ Sanjay Printing Works, Patna-8
(ٹکسٹ کے لئے HPC کا 70 GSM سفید CREAM WOVE
واٹرمارک اور سرورق کے لئے HPC کا 130 GSM وہائٹ واٹرمارک کاغذ استعمال میں لایا گیا۔
size : 24x18cm

II ماضی سے حال حصہ 2 درجہ 7

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

پیش لفظ

محکمہ تعلیم، حکومت بہار کے فیصلے کے مطابق، اپریل 2009ء سے پہلے مرحلہ میں ریاست کے درجہ IX کے طلباء وطالبات کے لئے نئے نصاب کو نافذ کیا گیا۔ اسی کے تحت تعلیمی سال 11-2010 کے لئے درجہ I، III، VI اور X کی تمام لسانی اور غیر لسانی درسی کتابوں کا نصاب نافذ کیا گیا۔

اس نئے نصاب کے تحت قومی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (NCERT)، نئی دہلی کے ذریعہ تیار کردہ درجہ X کے حساب (ریاضی) اور سائنس نیز صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (SCERT)، بہار، پٹنہ کے ذریعہ تیار کردہ درجہ I، III، VI اور X کی تمام درسی کتابیں بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ کی جانب سے سرورق کی ڈیزائننگ کر کے شائع کی گئیں۔ اس سلسلے کی کڑی کو آگے بڑھاتے ہوئے تعلیمی سال 2011-2012 کے لئے درجہ II، IV اور VII کی نئی درسی کتابیں صوبے کے طلباء وطالبات کے لئے فراہم کی گئیں اور تعلیمی سال 13-2012 کے لئے درجہ V اور VIII کی نئی کتابیں دستیاب کرائی گئیں۔ ساتھ ہی ساتھ درجہ II، IV اور VII کی کتابوں کا نیا ترمیم واضافہ شدہ ایڈیشن بھی اسی سال ایس سی ای آر ٹی، بہار، پٹنہ کے تعاون سے شائع کیا گیا!

ریاست بہار میں معیاری اسکولی تعلیم کے لئے معزز وزیر اعلیٰ، بہار جناب نتیش کمار، وزیر تعلیم جناب پی کے شاہی اور محکمہ تعلیم کے پرنسپل سکریٹری، جناب امرجیت سنہا کی رہنمائی کے تئیں ہم تہہ دل سے شکرگزار ہیں۔

این سی ای آر ٹی، نئی دہلی اور ایس سی ای آر ٹی، بہار، پٹنہ کے ڈائرکٹر صاحبان کے بھی ممنون ہیں، جن کا بیش قیمت تعاون ہمیں ملا۔

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ طلباء، سرپرستوں، معلموں نیز ماہرین تعلیم کے تبصروں اور مشوروں کا ہمیشہ خیر مقدم کرے گا، تاکہ ریاست کو ملک کے تعلیمی شعبہ میں بلند مقام حاصل ہو سکے۔

جے۔ کے۔ پی۔ سنگھ .I.R.P.S

مینیجنگ ڈائرکٹر

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

ابتدائیہ

پیش کردہ کتاب ''ماضی سے حال'' حصہ دوم برائے درجہ 7، قومی تعلیمی پالیسی 1986ء قومی نصاب کا خاکہ 2005ء اور صوبائی کاؤنسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت بہار پٹنہ کے ذریعہ تیار کردہ بی سی ایف 2008 کے اصول، فلسفہ اور تعلیمات کے نقطہ نظر کی بنیاد پر خصوصی طور سے بہار کے طالب علموں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

یہ کتاب بہار کے نصاب کی بنیاد میں بہار کے اساتذہ کی جماعت اور ودیا بھون سوسائٹی ادے پور راجستھان کے ماہرین مضامین کے اجتماعی تعاون کے ذریعہ تیار کی گئی ہے۔

چونکہ یہ درسی کتاب عہد وسطیٰ کے ہندوستانی تاریخ سے متعلق ہے اس لئے نصاب کا مقصد آٹھویں صدی کے نصف آخر سے اٹھارہویں صدی کے نصف اول تک کے ہندوستان کی تاریخ سے طالب علموں کو روشناس کرانا ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ سے عہد وسطیٰ کے ہندوستانی معاشرے کی خصوصیات اور اس عہد کے معاشرتی، سیاسی اور تہذیبی حلقے میں ہوئی تبدیلیوں اور معاشرتی میل جول کے عمل سے طالب علموں کو واقف کرانا ہے۔

اس کتاب کا مقصد طالب علموں کے اندر تاریخی شعور کو ترقی دینے کے ساتھ ان کی شخصیت کو ہمہ جہت ترقی دینا ہے۔ ساتھ ساتھ ان کے اندر میل جول، سیکولرزم، قومی بیداری، ملک کے اتحاد و یکجہتی اور آئین کی تجاویز کے مطابق ان کی شخصیت کو ارتقاء پذیر بنانا ہے۔

درسی کتاب کے توسط سے طالب علم اور استاد کے درمیان سیکھنے، سکھانے کے عمل کو خوشگوار اور بچوں کے سمجھ کے معیار کی بنیاد پر آسان اور موثر بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لئے درسی کتاب کے تمام ابواب میں جا بجا عملی سرگرمیوں کو جوڑا گیا ہے کیونکہ تدریس جس قدر عملی سرگرمیوں کی بنیاد پر ہوگی طالب علموں کو اسی قدر متحرک اور متوجہ کرے گا اس سے طالب علموں میں سمجھ کی بنیاد پر صلاحیت ارتقا پذیر ہوگی۔ درسی کتاب کا آخری باب ہمارے مورخین کے توسط سے بہار کے عہد وسطیٰ کی ہندوستانی تاریخ نویسی سے متعلق دو اہم مورخین سید حسن عسکری اور سر جادو ناتھ سرکار کی شخصیت اور طرز تحریر سے واقف کرانا

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

ہے تا کہ طالب علم ان کے سبق آموز اور تحریکی شخصیت سے تاریخ نویسی کے بارے میں ایک واضح فکر پیدا کر سکیں۔

اس درسی کتاب کی تیاری میں بہار تعلیمی منصوبہ کاؤنسل پٹنہ اور یونیسیف (UNCEF) کا تعاون بھی سراہنے کے قابل ہے۔ پیش کردہ درسی کتاب کا مخطوطہ تیار کرنے میں صوبائی کاؤنسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت کے شعبہ جاتی ارکان، این. سی.ای.آر.ٹی. بہار اسٹیٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، وڈیا بھون سوسائٹی اور ایک لویہ (مدھیہ پردیش) کے ذریعہ تیار کردہ کتابوں کے علاوہ کئی پبلشرز کی کتابیں حوالے کی شکل میں درسی کتاب کی تیاری میں مفید ثابت ہوئیں۔

توقع ہے کہ تاریخ کی یہ درسی کتاب طالب علموں کے لئے مفید ہوگی۔ اس کتاب کے لئے معاصر تنقید، تبصرہ اور مشوروں کے لئے کاؤنسل خیر مقدم کرے گی۔ وصول کئے گئے مشوروں کے تئیں کاؤنسل بیدار اور حساس ہوکر آئندہ ایڈیشن میں لازمی اصلاح کے لئے پابند عہد ہوگی۔

حسن وارث

ڈائرکٹر

صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت، بہار، پٹنہ

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

رہنما کمیٹی برائے فروغ درسی کتب

☆ جناب راہل سنگھ
اسٹیٹ پروجیکٹ ڈائریکٹر بہار ایجوکیشن پروجیکٹ کونسل، پٹنہ

☆ جناب امت کمار
اسسٹنٹ ڈائرکٹر، پرائمری ایجوکیشن، محکمہ تعلیم، حکومت بہار

☆ جناب رام شرنا گت سنگھ،
جوائنٹ ڈائرکٹر محکمہ تعلیم، حکومت بہار، پٹنہ

☆ ڈاکٹر گیان دیومنی ترپاٹھی
پرنسپل میتری کالج آف ایجوکیشن اینڈ مینجمنٹ، حاجی پور

☆ جناب حسن وارث
ڈائرکٹر ایس سی ای آر ٹی، پٹنہ

☆ جناب مدھوسودن پاسوان
پروگرام آفیسر، بہار ایجوکیشن پروجیکٹ کونسل، پٹنہ

☆ ڈاکٹر سید عبدالمعین
صدر، ٹیچرس ایجوکیشن، ایس سی ای آر ٹی، پٹنہ

☆ ڈاکٹر شویتا شانڈلیہ
ایجوکیشن اکسپرٹ، یونیسیف، پٹنہ

مجلس برائے فروغ درسی کتاب

سبجکٹ اکسپرٹ

ڈاکٹر امتیاز احمد، ڈائرکٹر خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ
ڈاکٹر گوتم پانڈے، سینئر لکچرر، راجیہ پرمکھ راجستھان، عظیم پریم جی فاؤنڈیشن

مرتبین (ہندی)

ڈاکٹر مادھوری دوویدی، ٹیچر، پٹنہ کالجیٹ اسکول، پٹنہ
ڈاکٹر پورن ناتھ کمار، ٹیچر، بالک مڈل اسکول، مچھوا ٹولی، پٹنہ
ڈاکٹر نریندر دیو، ٹیچر، اردو پرائمری اسکول، وارث نگر، گیا
جناب انجنی کمار، ٹیچر، پرائمری اسکول، شیر پور، بھوئی ٹولی، گیا
جناب گیان رنجن، ٹیچر، ہائر سکنڈری اسکول، شکور آباد، جہان آباد
محترمہ شانتا کماری، ٹیچر، اپ گریڈیڈ اسکول، پچوت، وکرم

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

کوآرڈینیٹر

محترمہ وبھا کماری گجور، لکچرر، ایس سی ای آر ٹی، پٹنہ

نظر ثانی

ڈاکٹر (پروفیسر) نیہار نندن پرساد سنگھ، سابق وائس چانسلر، بھیم راو امبیڈکر یونیورسٹی، مظفر پور

ڈاکٹر (پروفیسر) اجے کمار سنگھ، سابق صدر شعبہ تواریخ، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ

مرتبین (اردو)

ڈاکٹر نسیم احمد، جی ایم کالج، بتیا (مغربی چمپارن)

ڈاکٹر نثار احمد فیضی، ذاکر حسین ہائی اسکول 2+، پٹنہ

ڈاکٹر، شہاب ظفر اعظمی، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ

نظر ثانی (اردو)

جناب سید جاوید حسن، ممبر لٹریسی پروموشن کمیٹی، ڈائرکٹوریٹ آف ایڈلٹ ایجوکیشن، نئی دہلی

محمد شکیل رضا، معاون استاد، ٹی۔ کے۔ گھوش اکیڈمی، سکنڈری اسکول، پٹنہ

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

اسباق کی فہرست

سبق نمبر	سبق کا عنوان	صفحہ نمبر
سبق۔1	کہاں، کب اور کیسے؟	1
سبق۔2	نئے صوبے اور بادشاہوں کا نمود	22
سبق۔3	ترک افغان حکمراں	38
سبق۔4	مغل حکومت	59
سبق۔5	طاقت کی علامت کی شکل میں فن تعمیر، قلعے اور مذہبی مقامات	79
سبق۔6	شہر، تجارت اور کاریگر	94
سبق۔7	سماجی وتہذیبی فروغ	113
سبق۔8	علاقائی تہذیب وثقافت کا عروج	136
سبق۔9	18 ویں صدی میں نئی سیاسی سرگرمیاں	149
سبق۔10	ہمارے تاریخ داں	162
	(i) سریدوناتھ سرکار	
	(ii) سید حسن عسکری	

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

1

کہاں، کب اور کیسے؟

یوم بہار کے موقع پر راکھی اور آیوش پٹنہ کے گاندھی میدان میں آئے۔ میدان میں میلے جیسا ماحول تھا۔ مختلف خیموں میں الگ الگ سرگرمیاں چل رہی تھیں۔ گھومتے گھومتے وہ لوگ ایسے خیمے (پنڈال) میں پہنچے جہاں کوئز مقابلہ ہو رہا تھا۔ ایک سوال تھا کہ پٹنہ کا قدیم نام کیا تھا۔ راکھی تیزی سے اسٹیج کی طرف بڑھی، مائک اپنے ہاتھ میں لیا اور زور سے بولی۔ ''پاٹلی پترا''، تالیوں کی آواز کے ساتھ راکھی کو انعام ملا۔ راکھی کا چھوٹا بھائی آیوش سوچنے لگا کہ کوئی جگہ نام وقت کے ساتھ کہاں، کب اور کیسے تبدیل ہو جاتا ہے؟

آپ نے درجہ چھ (ماضی سے حال حصہ-۱) میں ہرش وردھن کے دور حکومت تک پڑھا تھا۔ اب ہم اس درجہ میں ہرش وردھن کے دور حکومت کے بعد کے زمانہ کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ ہرش کے پہلے کے ہندوستان اور بعد کے ہندوستان میں کون کون سی تبدیلیاں آئیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہمارے معاشرے میں مختلف تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ تبدیلیاں کبھی الفاظ کے معنی، کبھی جگہوں کے نام، کبھی جغرافیائی سرحدوں اور کبھی طرز حیات کے پس منظر میں ہوتی رہتی ہیں۔

وقت کے ساتھ ساتھ افراد کے کھان پان (خورد و نوش) رہن سہن، پہناوا، اوڑھاوا اور رسم و رواج وغیرہ میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ آپ اپنے ہی ملک کے کسی دوسرے صوبے میں جائیں گے تو وہاں کے کھان پان اور لباس وغیرہ میں فرق دیکھنے کو ملے گا۔ جب آپ کو بھی ان کے ساتھ کچھ دنوں تک رہنے کا موقع ملے گا تو ممکن ہے کہ آپ کے طرز حیات میں بھی تبدیلی نظر آنے لگے۔

آگے کے تذکرہ میں ہم موٹے طور پر 750ء سے 1750ء (آٹھویں صدی کے وسط آخری سے اٹھارہویں صدی کے وسط) تقریباً ایک ہزار سال میں ہونے والی تبدیلیوں کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

آج ہم اپنے ملک کے لئے ہندوستان نام کا استعمال ''بھارت'' اور ''انڈیا'' کے متبادل کی شکل میں کرتے ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ نام تیرہویں صدی میں تُرک سلطنت کے قیام (ترکوں کا تذکرہ تفصیلی شکل میں باب تین میں کیا گیا ہے) کے بعد رائج ہوا۔

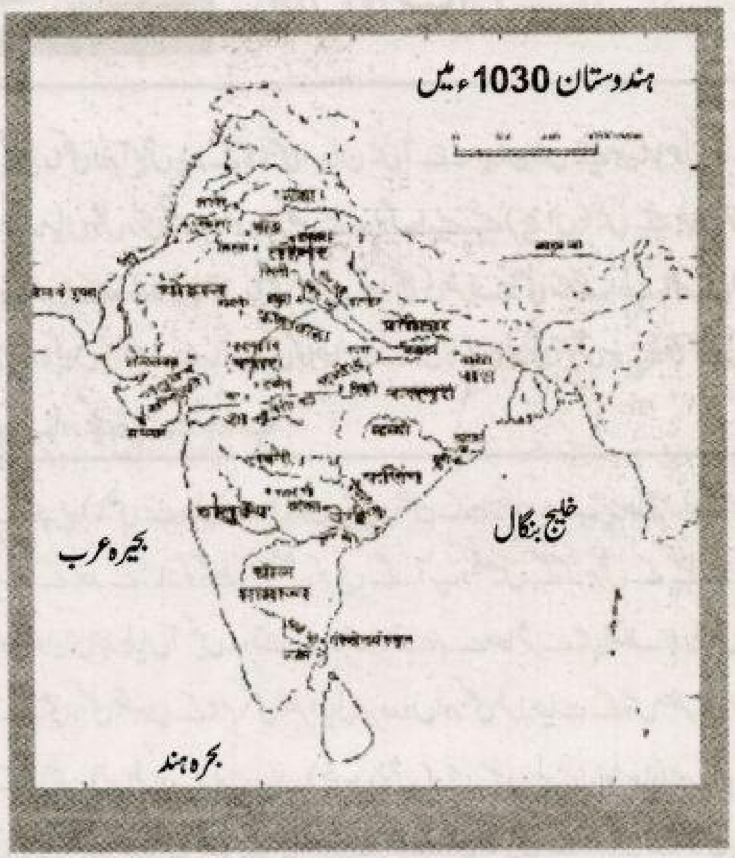

اس وقت ہندوستان کی جغرافیائی سرحد ان علاقوں پر مشتمل تھی جو ترک سلطنت کے ماتحت تھے۔ تقریباً تین صدیوں کے بعد مغل خاندان کے بانی بابر نے ''ہندوستان'' لفظ کا استعمال حقیقت میں پورے برصغیر کے لئے کیا مگر اس علاقے میں مغل حکومت کی مکمل توسیع سترہویں صدی کے آخری سالوں میں بابر کی اولاد اورنگ زیب کے زمانے میں ہوئی۔

اسی طرح ہمارا صوبہ جس نام سے جانا جاتا ہے یا ''بہار'' اس کا استعمال بھی تیرہویں صدی کے ایک مؤرخ

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

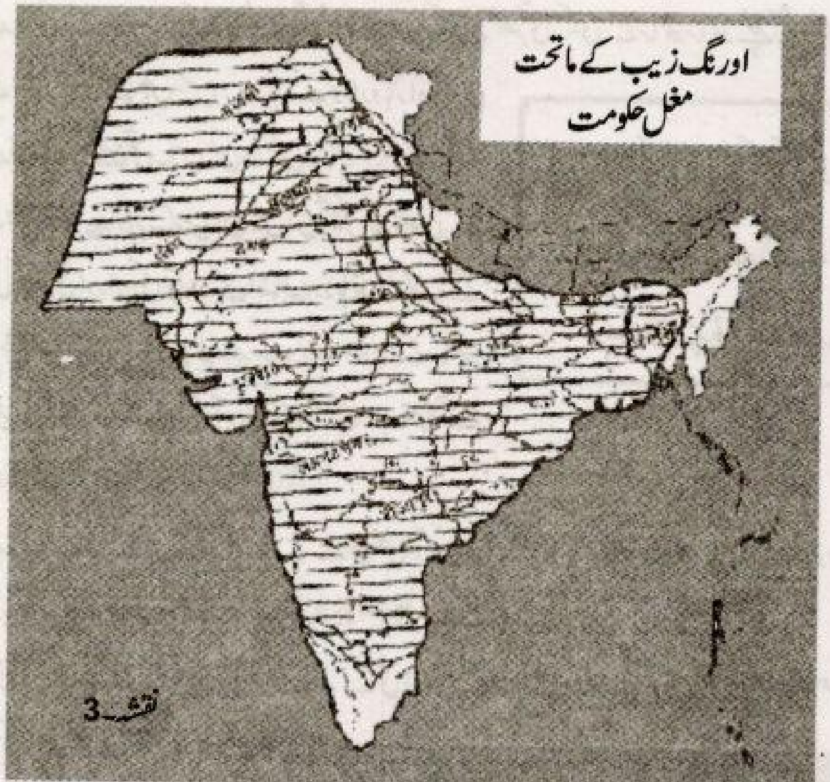

منہاج سراج نے سب سے پہلے کیا۔ بودھ وہاروں (خانقاہوں) کی اس سرزمین کو ''ارض بہار'' کا نام دیا اور مغل دور (مغل دور کا تذکرہ باب (اکائی) چار میں تفصیلی شکل میں کریں گے) میں اسے صوبہ کی شکل میں نظم کیا۔

سہ رخی ہندوستان

نقشہ-1 میں 750ء سے 1200ء کے درمیان کے برصغیر ہند کے خاص صوبے اور ان پر حکومت کرنے والے شاہی خاندانوں کو دکھایا گیا ہے۔

اس نقشے کے آٹھ خاص صوبوں کی ایک فہرست بنائیں۔

نقشہ-2 تقریباً سات سو سالوں کے بعد (سترہویں صدی کے نصف آخر میں) اورنگ زیب کی عظیم الشان حکومت کو دکھاتا ہے (اس کے بھی خاص صوبوں کی ایک فہرست بنائیں۔)

ان دونوں نقشوں کا جائزہ لینے پر آپ ان میں کیا فرق پاتے ہیں۔ تذکرہ کیجئے۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

عہد وسطیٰ کے ہندوستان کی معاشی زندگی خصوصی طور پر کھیتی پر منحصر تھی۔ کھیتی کے ساتھ ساتھ نچلے سطح پر بھی دیگر معاشی سرگرمیوں کے اشارے ملتے ہیں جس سے تجارت و کاروبار اور شہری زندگی کی رفتار رفتہ بڑھنے لگی۔ اس میں سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی کا رول بھی بہت اہم تھا۔ پیداوار کے میدان میں آئی تکنیکی تبدیلیوں کے نتیجہ میں شہروں کی ترقی اور ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا۔ لوگوں کے رہن سہن اور خیالات میں تبدیلیوں کی وجہ سے ہندوستان کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کی ٹکنالوجی میں تبدیلی آرہی تھی۔ آیئے اب ہم مختلف علاقوں کی ٹکنالوجی میں آئی تبدیلیوں پر ایک نظر ڈالیں۔

آج سینچائی کے لئے کن کن ذرائع کا استعمال کیا جاتا ہے؟ اپنے استاد سے اس پر مذاکرہ کریں

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ قدیم زمانے سے ہی کھیتی لوگوں کی آمدنی کا خاص ذریعہ رہی ہے۔ پہلے کھیتوں کو کھودنے کے لئے کدال یا پھاوڑا کا استعمال ہوتا تھا بعد میں پھر ہل کا استعمال ہونے لگا۔

کھیتی کی سینچائی کے لئے پانی حاصل کرنے کے کئی ذرائع تھے۔ بارش کے پانی کو بھی تالابوں اور گڈھوں میں جمع کر کے سینچائی کی جاتی تھی۔ کنووں سے بھی سینچائی کیا جاتا تھا۔ کنوئیں سے پانی نکالنے کے لئے کئی تکنیک اور مشین رائج تھے۔ پانی کو باہر نکالنے کے لئے ارگھٹ یا گھٹی نام کے مشین کا استعمال قدیم زمانے سے ہی ہوتا تھا۔ بعد میں پھر رہٹ کا استعمال ہونے لگا۔ رہٹ میں زنجیر لگی ہوتی ہے جو پانی کو گہرائی سے نکال پانا ممکن بناتی ہے، وہیں دانت والے پہیے جسے جانوروں کی طاقت کے استعمال اور زنجیر کی رفتار کو ٹھیک طرح سے قابو میں کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ (تصویر-1) آج بھی کئی گاؤں میں کہیں کہیں سینچائی کے لئے رہٹ کا استعمال آپ آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔

تصویر: 1 رہٹ

قدیم ہندوستان میں کپڑے کی صنعت کے میدان میں دھاگوں کی کتائی کے لئے صرف ہاتھ سے چلنے والے پہیے

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

تصویر 2 دھنیا

اور تکلی کا استعمال ہوتا تھا۔ بعد میں تیسری صدی کے آس پاس اس حلقے میں چرخے کا استعمال ہونے لگا۔ دھنیا کی کمان (دھنکی) بھی ممکن ہے کہ اسی زمانے میں ہندوستان میں آیا ہو۔ جہاں تکلی سے سوت کاتنے میں بہت وقت لگتا تھا۔ وہیں چرخے سے سوت کاتنے کی رفتار کافی تیز ہوگئی، جیسے جیسے چرخے اور دھنکی کا پرچار ہوتا گیا سوتی کپڑے کی افادیت اور پیداوار میں اضافہ ہوا۔

جیسا کہ آپ نے درجہ چھ میں پڑھا تھا کہ تحریر کے میدان میں ہمارے ملک کے لوگ زیادہ تر تاڑ کے پتوں کا استعمال کرتے تھے لیکن عہد وسطیٰ میں ترکوں کی آمد کے ساتھ تحریر میں کاغذ کا کافی استعمال ہونے لگا۔ سب سے پہلے کاغذ 100ء کے آس پاس چین میں بنایا گیا تھا۔ اپنے ملک میں کاغذ کا استعمال تیرہویں صدی کے آس پاس شروع ہوا جس سے علم اور تعلیم کے فروغ میں کافی اضافہ ہوا۔ کاروباری لین دین میں بھی کافی آسانیاں ہوئیں۔ اس دور کی تخلیقات آج بھی مخطوطات کی شکل میں محفوظ ہیں۔

تصویر 3 چرخہ

تیرہویں صدی کے آس پاس سائنس کے میدان میں سمندری جہازوں پر مقناطیسی قطب نما (سمت بتانے والی مشین) کا استعمال ہوا۔ اس نئے ایجاد کا سمندری تجارت پر اچھا اثر پڑا اور سمندری سفر کرنے میں آسانی ہوئی۔ دوسرا خاص ایجاد تھا وقت بتانے والی مشین کا ایجاد۔ چودھویں صدی میں سلطان فیروز شاہ نے (باب-3 میں اس کے بارے میں آپ تفصیلی شکل میں پڑھیں گے) فیروز آباد (دہلی میں) ایک مینار پر پتھر گھڑیوں، ایک دھوپ گھڑی اور ایک پانی گھڑی بھی لگوائی

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

تھی جس سے وقت کی صحیح اطلاع دی جاتی تھی۔ اسی زمانے میں اسطرلاب نام کے ایک نئے مشین کا استعمال شروع ہوا جس سے سفر اور مکان کی تعمیر وغیرہ میں سہولت ہوئی۔

لڑائی کے میدان میں گھوڑسوار فوجیوں کی سہولت کے لئے دو اہم ایجادیں اسی زمانے میں ہوئیں۔ پہلی ایجاد تھی لوہے کی رکاب۔ جس سے فوجیوں کو گھوڑے پر جم کر بیٹھنے میں سہولت حاصل ہوئی۔ اس کے استعمال سے میدان جنگ میں حملے کا طریقہ اور زیادہ کارگر ہو گیا۔ دوسرا ایجاد لوہے کے نعل کا تھا۔ جو گھوڑے کی کھر میں لگائی جاتی تھی۔ نعل لگانے کے دو فائدے تھے۔ پہلا یہ کہ اس سے نرم زمین پر گھوڑے کے پاؤں کو اچھی پکڑ حاصل ہوتی تھی اور دوسرا سخت زمین پر کھر محفوظ رہتے تھے۔ ہندوستان میں ان دونوں ایجادوں کا رواج نوی صدی کے بعد سے ہوا جس کے نتیجے میں جنگی پالیسی میں کافی تبدیلیاں ہوئیں لیکن بڑے پیمانے پر اس کا استعمال ترکوں کی آمد کے بعد ہی ممکن ہو سکا۔

انسانی زندگی کو بہتر اور ترقی یافتہ بنانے کے لئے سائنس کے اصولوں پر ایجاد کردہ کل پرزوں اور مشینوں کے عملی استعمال (کھیتی اور کل کارخانے وغیرہ) کو ٹکنالاجی کہتے ہیں۔

نئی ٹکنالوجی اور نیا زاویہ فکر لانے میں ہندوستان کے باہر سے آئے لوگوں کی بھی بڑی خدمات ہیں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں قدیم زمانے سے ہی اس برصغیر کے لوگ تجارت کرنے ہندوستان آتے تھے، ایسے میں تاجروں کی ایک جماعت عرب کے جزائر سے مغربی ساحل سے ہو کر ہندوستان آئے۔ رفتہ رفتہ ان میں سے کچھ تاجروں نے یہاں رہنا شروع کر دیا۔ عرب کے لوگوں نے آٹھویں صدی میں سندھ پر اپنی حکومت بھی قائم کر لی۔

کیا وجہ رہی ہوگی کہ ہندوستان ماضی سے ہی دنیا کے لوگوں کے لئے توجہ کا مرکز رہا ہوگا؟

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

انہیں عرب کے لوگوں کے ذریعہ ہندوستان میں ایک نئے مذہب ''اسلام'' کی آمد ہوئی۔ اسلام مذہب کے ماننے والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ایک ہی ایشور ہے جسے ہم اللہ کہتے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر یعنی اللہ کا پیغام لانے والے ہیں۔ اسلام مذہب کے ماننے والوں کو مسلمان کہتے ہیں۔ مسلمان قرآن شریف کو اپنا مذہبی کتاب اور رہنما مانتے ہیں۔

> ــــ عہد وسطیٰ کے کون کون سی کھانے کی چیزیں ہم آج بھی کھاتے ہیں؟
>
> ــــ اس دور میں عام لوگ کیا پہنتے ہوں گے؟

عرب کے لوگ اپنے ساتھ اپنے یہاں کے رسم و رواج، لباس، خوراک وغیرہ بھی لے کر آئے۔ ان کے اہم پکوانوں میں پلاؤ، بریانی، قورمہ اور فرنی وغیرہ خاص ہیں۔ بعد میں چل کر یہی نئے اثرات ترک، افغان اور مغل بھی یہاں لے کر آئے۔ یوروپ کے تاجروں نے بھی کچھ نئے سامان اس ملک میں لائے۔ آپ پائیں گے کہ آج استعمال میں آنے والے ان کے کھانے پینے کی چیزیں جیسے پلاؤ، بریانی، قورما، فرنی، انگور، آلو، مکئی، مرچ، چائے اور کافی کا رواج اسی زمانے میں ہوا۔ عربوں کے اثرات ہندوستان کے سرحدی اور ساحلی علاقوں تک محدود رہے۔

> ویسی چیزوں کی فہرست بنائیں، جنہیں ہون میں ڈالا جاتا ہے۔

اس تعلق سے علم، سائنس اور خیالات کے سطح پر محدود تبادلہ ہوا۔ بعد میں چل کر ترک، افغان، ایرانی اور مغل اس ملک میں داخل ہوئے اور ہندوستان میں مستقل طور پر صوبے قائم کئے۔ ان کے آنے سے معاشرتی، تہذیبی اور دانش ورانہ زندگی میں زیادہ دور رس اور وسیع اثرات مرتب ہوئے۔ ان سے ہماری زبان، رہن سہن، لباس، رسم و رواج وغیرہ بھی متاثر ہوئے اور ان

> ہندو مذہب میں دیوی دیوتاؤں کے متعلق عقیدہ کے اظہار کرنے کے الگ الگ طریقے کو فرقہ کہتے ہیں۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

میں ایک مخلوط روایات کی ترقی ہوئی اسے ہی گنگا جمنی تہذیب کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں تفصیل سے آپ آئندہ ابواب میں پڑھیں گے۔

بھکتی سنتوں کے ویسے دوہوں پر مذاکرہ کریں جنہیں آپ نے ہندی کی کتاب میں پڑھا ہے۔

کیا آپ کو اپنے گاؤں میں گنگا جمنی تہذیب کی جھلک دیکھنے کو ملتی ہے؟

مشہور دانش ور سید سلیمان ندوی نے ہندوستان میں بسے ہوئے عرب کے ایک شاعر ابوضلعہ سندھی کے ایک عربی گیت کا ترجمہ کیا ہے جس میں وہ ہندوستان کی دل کھول کر تعریف کرتا ہے۔

''میرے دوستوں نے نہیں مانا اور ایسی حالت میں یہ بات ٹھیک نہیں تھی جبکہ ہندوستاں کی اور جنگ میں ہندوستان کے تیروں کی تعریف ہو رہی تھی۔''

''اپنے جانوں کی قسم، یہ وہ سرزمین ہے جب اس میں پانی برستا ہے تب اس سے ان لوگوں کے لئے دودھ، موتی اور لعل اگتے ہیں جو آرائش سے پاک ہے۔''

''اس کی خاص چیزوں میں کستوری، کپور، عنبر، اگربتی اور مختلف قسم کے خوشبودار چیزیں ان لوگوں کے لئے ہیں، جو گندے ہوں۔'' ''اور طرح طرح کے عطر جائپھل، سنبل، ہاتھی دانت، ساگوان کی لکڑی اور چندن ہیں اور یہاں کے شیر ببر، چیتے، ہاتھی اور ہاتھی کے بچے ہوتے ہیں۔'' ''یہاں کے پرندوں میں کلنگ، طوطے اور کبوتر ہیں۔ درختوں میں یہاں ناریل، آبنوس اور سیاہ مرچ کے درخت ہیں۔''

''اور اسلحوں میں تلواریں ہیں جن کو صیقل کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ یہاں ایسے بھالے ہیں کہ جب وہ حرکت کرے تو فوج کی فوج ہل جائے۔ تو کیا احمق کے سوا کوئی اور بھی ایسا ہے جو ہندوستان کے ان اوصاف سے انکار کرسکتا ہے۔''

اس زمانے میں مقامی مذہب میں بھی کافی تبدیلی آگئی۔ اس ملک کے بہت سارے لوگ ہندو مذہب کو مانتے ہیں،

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

سرکاری کاغذات کا محافظ خانہ (آرکائیو)

ایسی جگہ جہاں دستاویزوں اور مخطوطات کو ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ آج تمام قومی اور صوبائی حکومتوں کے اپنے آرکائیو ہوتے ہیں، جہاں وہ اپنے تمام پرانے سرکاری دستاویز اور لین دین کی تفصیلات کا رکارڈ رکھتے ہیں۔

ہندو مذہب کو ماننے والے لوگ بہت سارے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں۔ انہیں کئی طریقوں سے پوجتے ہیں۔ کبھی کبھی آگ کے کنوئیں میں ہون کرتے ہیں اسے جگیہ بھی کہتے ہیں۔

عہد وسطیٰ میں ہندو مذہب میں بھی کئی تبدیلیاں دیکھنے کو ملیں۔ یوں تو ہندوستان میں ہر جگہ ہندو مذہب ماننے والے لوگ اکثر و بیشتر شیو، وشنو، رام اور کرشن جیسے دیوتاؤں کو مانتے ہیں لیکن اس دور میں دعا و منتر خیالات کے ماننے والے شیومت کی ایک شاخ کی شکل میں ابھرا اس میں کھوپڑی اختیار کرنا اور کھوپڑی میں ہی کھانا کھانے کی روایت تھی۔

فرمان

جیسا کہ آپ کو یاد ہوگا گپت عہد حکومت میں وشنو فرقہ تقریباً پورے ملک میں پھیل چکا تھا۔ اپنی رواداری فطرت اور وشنو کے اوتار کی شکل میں دنیاوی دیوتاؤں کی پوجا کی وجہ سے یہ فرقہ بہت مقبول ہوا اس میں کرشن کے راس لیلا کی بڑی اہمیت ہے۔

گپت عہد حکومت میں ماں دیوی کی پوجا مکمل طور سے اعتبار حاصل کر چکی تھی۔ پاروتی، لکشمی، درگا، سری کالی وغیرہ مختلف شکلوں میں قوت کی علامت کے طور پر رائج تھیں۔ ساتویں صدی سے اس پوجا میں تنتر منتر کا میلان بڑھنے لگا۔ تنتر منتر کے تحت دھیان یوگ پوجا اور مختلف قسم کے اعمال کا انتظام ہے۔

اس کے علاوہ اس دور میں معاشرے میں برہمنوں کی عزت میں اضافہ ہوا۔ بادشاہوں کے ذریعہ بڑے بڑے

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

دستاویز

مندروں کی تعمیر میں دلچسپی بڑھنے لگی۔ جنوبی ہندوستان کے چولی حکمراں اپنے شاندار مندروں کی تعمیر کے لئے جانے جاتے ہیں۔ (اس کے بارے میں آپ باب-2 میں پڑھیں گے۔

اس دور میں ایک اہم تبدیلی عقیدت کے تصور کی شکل میں ہوئی۔ ہندوستان میں اس نظریہ کے کئی صوفی سنت ہوئے جن کا نام ہم لوگ آج بھی سنتے ہیں۔ کبیر داس، نانک اور رامانند وغیرہ بھکتی کے مشہور شاعر تھے۔ ان کے دوہے آج بھی آپ عام آدمی کے ذریعہ سنتے ہوں گے اور ہندی کی کتابوں میں پڑھتے ہوں گے۔ ان لوگوں نے اس بات کو سمجھانے کی کوشش کی کہ بغیر کسی ظاہری نمائش کے محبت، بھائی چارہ اور عقیدت کے ذریعہ خدا کے قریب پہنچا جاسکتا ہے۔ ان بھکت سنتوں کی طرح کئی مسلمان صوفی بھی تھے جو صوفی سنت کہلائے۔ صوفیوں نے اس بات پر زور دیا کہ سچے دل سے اللہ سے محبت کرنا، مال و دولت اور عہدوں کی قربانی دے کر غریبوں اور مجبوروں کی خدمت کرنا ہی مذہب ہے۔

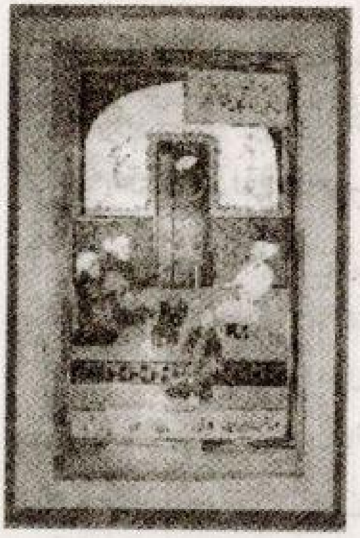

بہار کے مشہور ہندی بھکت شاعروں میں دریا صاحب کا نام بھی قابل ذکر ہے۔ ان کی پیدائش شاہ آباد ضلع کے ایک مسلمان گھرانے میں ہوئی تھی۔ پٹنہ ضلع کے منیر کے مشہور صوفی بزرگ حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ اپنے وقت کے مشہور صوفی بزرگ تھے (ان کے بارے میں خاص طور سے آپ باب-9 میں پڑھیں گے۔

نئے معاشرتی اور سیاسی جماعتوں کا طلوع

ابھی آپ نے دیکھا کہ عہد وسطیٰ میں زندگی کے مختلف حلقوں میں تبدیلیاں پیش آئیں۔ ان تبدیلیوں نے لوگوں کے معاشرتی، تہذیبی اور اقتصادی زندگی کو متاثر کیا۔ معاشرتی اور سیاسی سطح پر کئی

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

فرقے وجود میں آگئے۔ اسی دور میں راجپوتوں نے ہندوستانی تاریخ میں ایک نئی طاقت کی شکل میں اپنا داخلہ درج کرایا۔ راجپوت کون تھے اور کہاں سے آئے اس میں مورخین کا اختلاف ہے۔ لفظ راجپوت کے تحت صرف بادشاہ اور امراء و نواب ہی نہیں بلکہ سپہ سالار اور عام فوجی بھی آتے تھے۔ ایک دیگر فرقہ شاعر اور چارن کا تھا جو بادشاہوں کی شجاعت، ان کی مہربانی اور فتوحات کی تعریف و توصیف بیان کرتا تھا۔ اس دور میں پیدا ہونے والے مختلف ذاتِ معاشرتی حلقے میں اب بھی متحرک ہیں۔ بادشاہوں کے درباروں میں خاص طور سے لکھنے پڑھنے کا کام کرنے والی کائستھ قوم بھی اسی دور میں منظر عام پر آئی۔ اس کے علاوہ سکھ اور جاٹ وغیرہ فرقے بھی سیاسی نقطۂ نظر سے بہت اہم ثابت ہوئے۔

اسی زمانے میں بہت سے آدیباسی قبیلے بھی منظر عام پر آئے جس میں چیرو خاندان کے حکمراں مشہور تھے۔ ان چیروں نے شاہ آباد، سارن، چمپارن، مظفر پور اور پلاموں ضلعوں میں مستحکم حکومت کی بنیاد ڈالی۔ تقریباً تین سو سالوں تک اس علاقے میں ایک طاقت ور شاہی خاندان کی شکل میں انہوں نے اپنی موجودگی درج کرائی۔ چین پور (شاہ آباد ضلع) پر باگھ مل نام کے ایک چیرو سردار کا قبضہ تھا۔ جس کے دو بیٹے چاند اور منڈ اس علاقے کے چانڈیشوری اور منڈیشوری نام کے مندروں کی عوامی کہانیوں سے جڑے ہیں۔

اقتصادی اور معاشرتی تبدیلیاں

ٹکنالوجی میں تبدیلیوں کے نتیجہ میں کھیتی کے لائق زمین کی تلاش ہو رہی تھی۔ جنگلوں کو کاٹا جا رہا تھا۔ جنگلوں میں رہنے والے جانوروں کو جنگل چھوڑنا پڑ رہا تھا۔ کچھ جنگل کے باشندے جنگلوں کو کھیتی کے لائق زمین بنانے میں مصروف ہو گئے اور وہ کسان بن گئے۔ رفتہ رفتہ ان کی زندگی میں الجھنیں آنے لگیں۔ کسانوں کی یہ نئی جماعت، علاقائی بازار، مکھیاؤں، پجاریوں مٹھوں اور مندروں سے متاثر ہونے لگی۔ کسانوں کے درمیان معاشرتی اور اقتصادی فرق نظر آنے لگا۔ ان کے درمیان اونچ نیچ کے جذبات فروغ پانے لگے۔ وہ ذات پات میں تقسیم ہونے لگے۔ یہ ذاتیں اپنے آپ ہی اپنا اصول بناتی تھیں اور ان اصولوں پر بڑے بزرگوں کی مجلس عمل کرواتی تھیں۔ جسے پورے علاقے میں ذات کا پنچایت کہا جاتا ہے۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

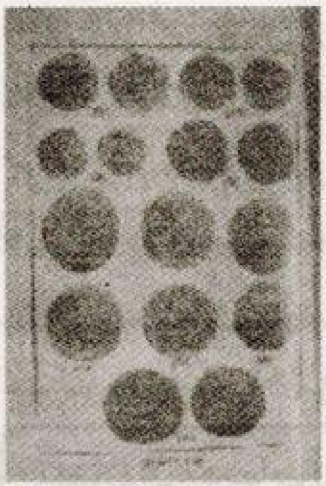

سکوں کے مطالعہ کو نیومیس میٹکس کہتے ہیں۔

تاریخی ذرائع (تاریخ کو سمجھنے کے ذرائع)

مورخین ماضی کے واقعات کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس کام میں مختلف ذرائع کا استعمال کرتے ہیں۔ ایسے تمام اسباب ذرائع کہلاتے ہیں۔ پچھلے درجہ میں بھی آپ نے تاریخی ذرائع کے بارے میں ایک عام رائے بنائی تھی۔

ان ذرائع میں تحریری تخلیقات یا مخطوطات، دستاویز، سکے کوئی قدیم سامادہ تصاویر وغیرہ شامل ہیں۔ زمانہ قدیم کے مقابلے میں عہد وسطی میں ان ذرائع کی تعداد میں اضافہ ہوا اور ان میں تضادات بھی آنے لگے۔ لیکن تحریری سامانوں کو زیادہ اعتبار حاصل رہا۔ جیسا کہ آپ جان چکے ہیں کہ تیرہویں صدی سے ہندوستان میں کاغذ کا استعمال وسیع پیمانے پر ہونے لگا تھا۔

اس دور میں لکھے گئے مخطوطات اور انتظامی امور سے متعلق دیگر دستاویز آرکائیو اور کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

چند تاریخی ذرائع کو یاد کریں جس کے بارے میں آپ نے پچھلے درجہ میں ایک سمجھ قائم کیا تھا۔

اس دور کے مختلف واقعات کی جانکاری ہمیں دستاویزوں سے حاصل ہوتی ہیں۔ دستاویز اکثر پتھر، چٹانوں اور (تامرپتروں) تانبے کی تختی پر لکھے گئے تھے۔ ہمارے ملک کے بہت سارے مندروں، مسجدوں اور گاؤں میں آج بھی اس طرح کے دستاویز موجود ہیں۔

بہار کے منیر تامر تپر (تانبے کی تختی) سے تروشک ڈنڈ نام کے ٹیکس کی جانکاری ملتی ہے۔

اس دور کے ذرائع میں مخطوطات کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اس سے متعلقہ عہد کی تاریخ کو جاننے میں مدد ملتی ہے۔ مخطوطات ہاتھ سے لکھے ہوئے سامان میں جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ابتداء میں تاڑ پتروں پر یہ لکھی جاتی تھیں،

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

بعد میں کاغذ پر لکھی جانے لگی۔ رفتہ رفتہ کاغذ سستا ہوتا گیا اور بڑے پیمانے پر دستیاب بھی ہونے لگا۔ اس دور میں آپ پاتے ہیں کہ مصدقہ تحریری مواد کی تعداد اور تضادات حیرت انگیز طور پر بڑھنے لگی۔ یہ مخطوطات مختلف زبانوں میں ہیں جن کا ہم آج استعمال کرتے ہیں۔

فرمان بادشاہ کے ذریعہ جاری کئے گئے حکم نامہ کو کہتے تھے۔ اس طرح کے زیادہ تر حکم نامے زمین کے عطیہ سے متعلق تھے۔ پیش کردہ فرمان جو اورنگ زیب کے دور حکومت سے متعلق ہے۔ شیخ فیض اللہ نام کے ایک شخص کو عطا کیا گیا تھا جس میں واضح حکم ہے کہ اس علاقے کی مکمل قابل کاشت اور دیگر زمین اور اس سے حاصل شدہ خراج اور دیگر پیداوار پر شیخ فیض اللہ کے نسل کا قبضہ ہوگا اور اس کی موت کے بعد ان کے وارثوں کا ہوگا۔

اس فرمان سے جاگیروں کو خاندانی بنانے کا اہم ثبوت حاصل ہوتا ہے۔

ان دنوں چھاپے خانے نہیں تھے اس لئے کلرک یا نقل نویس ان مخطوطات کی نقل تیار کرتے تھے۔ وقت کے گذرنے کے ساتھ ان نقلوں کی بھی نقلیں بنتی چلی گئیں جو مقابلتاً ایک دوسرے سے کافی مختلف ہونے لگیں۔

جدید پٹنہ میں واقع خدا بخش اورینٹل لائبریری عہد وسطی کے ہندوستانی تاریخ کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اہم ذرائع کا مرکز ہے۔ اس میں عربی اور فارسی میں لکھی علوم اور سائنس سے متعلق ایسی کتابیں ہیں جس سے عہد وسطی کی تاریخ اور تہذیب کے بارے میں بنیادی جانکاری حاصل ہوتی ہے۔

اس زمانے کی کئی کتابیں مع تصویر ہوتی تھیں۔ یہ تصاویر اکثر کو قاب کے پورے صفحے پر چھوٹے چھوٹے تصویروں کی شکل میں سجے ہوتے تھے۔ ان چھوٹے تصاویر کو (Miniature) کہتے ہیں۔ چھوٹے تصاویر کو مغل دربار اور اتری دکھنی ہندوستان کے راجپوت بادشاہوں کے دربار میں (اہم مقام حاصل ہوا۔ ان تصاویر میں زیادہ تر شاہی دربار، شکار اور میدان جنگ کی تصویر کشی ہوتی تھی۔

اس دور میں مختلف ادبی کتابوں کی تخلیق بھی ہوئی۔ کلہن کی ''راج ترنگنی'' اس عہد کی پہلی تاریخی تخلیق ہے جس میں

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

کشمیر کی تاریخ کا بیان ہے۔ البیرونی کی کتاب تحقیق ہند (تاریخ الہند) کے زمانے میں معاشرہ، مذہب اور رسم ورواج وغیرہ پر تفصیلی اور مصدقہ بیانات ملتے ہیں۔ منہاج سراج کی لکھی ہوئی ''طبقات ناصری'' میں محمد غوری اور غلام خاندان کی حکومت پر تفصیلی تذکرہ ہے۔ ضیاء الدین برنی کی کتاب ''تاریخ فیروز شاہی'' میں تغلق خاندان کے سیاسی واقعات انتظام حکومت اور معاشرتی حالات کا بیان ہے۔ ابوالفضل کے اکبر نامہ میں اکبر کے دور حکومت کا انتظام اور سیاست کا نقشہ ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی کتابیں اس دور کی جانکاری کے اہم ذرائع ہیں۔

نامہ — نامہ لفظ عام طور سے ان تاریخی تخلیقات کے عنوان میں شامل ہے جو مغلیہ عہد کے درباری کی سرپرستی میں لکھی گئی۔ اس روایت کا آغاز اکبر کے زمانے میں ابوالفضل کے اکبر نامہ سے ہوتا ہے۔

یادداشتیں — کسی عقیدت مند (بھگت) کے زندگی کی ان باتوں کا بیان ہے جو اسے یاد رہتی ہیں وہ اپنی دلچسپی اور موقع ومحل کے مطابق اسے پیش کرتا ہے۔

ہندوستان کے تناظر میں مغل حکمراں بابر نے اپنی خودنوشت ''توزک بابری'' ترکی زبان میں لکھی جس کا فارسی ترجمہ ''بابرنامہ'' کہلاتا ہے۔ اس نے اپنے لڑکپن کے واقعات، جنگوں، یہاں کے اہم ترین حکمرانوں اور ان کے آپسی تعلقات، یہاں کے لوگوں کی رہائش، آب وہوا، جغرافیہ وغیرہ کے بارے میں جاندار تصویر کشی کی ہے۔ اس نے اپنے والد عمر شیخ مرزا کا بیان کچھ اس انداز سے کیا ہے:-

''وہ قد میں چھوٹے تھے ان کی داڑھی گول اور چہرہ بھرا پرا تھا اور وہ موٹے تھے۔ ان کا چغہ اتنا تنگ رہتا تھا کہ اس کی ڈوریوں کو باندھنے کے لئے انہیں اپنا پیٹ اندر چپکانا پڑتا تھا۔ اگر وہ پیٹ کو ڈھیلا چھوڑ دیتے تو اکثر چغے کے بند ٹوٹ جاتے، وہ پوشاک اور بول چال دونوں لحاظ سے کھرے تھے۔''

سیاحوں کے سفرنامے بھی اس دور کے تاریخ کے مطالعہ میں معاون ہیں۔ اس میں سب سے مشہور تخلیق ابن بطوطہ کا

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

سفر نامہ ہے جسے عام طور سے احلہ کہا جاتا ہے۔ ابن بطوطہ مراقش (Moracco) کا باشندہ تھا۔ عالمی سفر کے دوران وہ محمد بن تغلق (محمد بن تغلق کے بارے میں آپ تفصیل سے باب 3 میں پڑھیں گے) کے دورِ حکومت میں ہندوستان آیا اور تقریباً چودہ سالوں تک یہاں قیام کیا۔ اس مدت کے دوران اس نے یہاں کے معاشرتی اقتصادی اور حکومتی انتظام پر تفصیل سے روشنی ڈالا ہے۔

سکوں کی مدد سے بھی حکمراں کے تاریخی تسلسل کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ سکے سونا چاندی اور تانبا وغیرہ کے بنے ہوتے تھے۔ ان سکوں سے حکمرانوں کے تاج پوشی، حکومت کی توسیع اور پڑوسی حکمرانوں کے ساتھ تعلقات اور ان کے معاشی خوشحالی کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔ تغلق حکمرانوں خصوصاً محمد بن تغلق کے سکّے بڑی تعداد میں ملتے ہیں۔ اپنے صوبہ میں سہسرام کے حکمران شیر شاہ سوری نے چاندی کے سکّے چلائے۔ اسے آپ آج بھی میوزیم میں جا کر دیکھ سکتے ہیں۔

اس دور کے حکمرانوں کے دورِ حکومت میں (تعمیر شدہ) بنے ہوئے کئی عظیم الشان مندروں، مسجدوں، مقبروں اور قلعوں سے اس دور کے مذہبی زندگی، معاشی خوشحالی اور فن تعمیر کی جانکاری ملتی ہے۔ ان میں سے کئی عمارتوں جیسے دلی کا لال قلعہ، آگرے کا تاج محل اور کھجوراہو کے مندروں کو آپ آج بھی دیکھ سکتے ہیں۔

اس دور میں بہار کے فن تعمیر کی تاریخ بھی یاد رکھنے کے لائق ہیں۔ سہسرام (روہتاس ضلع) میں واقع شیر شاہ کا مقبرہ ہندو۔ مسلم کے فن کے اختلاط کا ایک خوبصورت نمونہ ہے۔

منیر میں مخدوم شاہ دولت کا مقبرہ بھی ایک اعلیٰ درجہ کے فن کی مثال پیش کرتا ہے۔

عہد وسطیٰ میں بہار میں تعمیر شدہ مندروں میں پٹنہ سے اٹھارہ میل کی دوری پر واقع ویکٹ پور کا شیو مندر جس کے لئے راجا مان سنگھ نے معاشی مدد دی تھی وہ مشہور ہے۔ روہتاس گڑھ میں تعمیر شدہ ہریش چندر مندر کی تعمیر کا سہرا بھی راجا مان سنگھ کے سر جاتا ہے۔

مؤرخین کا رول

ذرا غور فرمایئے تاریخ نویسی میں مؤرخین ان ذرائع کی مدد کس طرح لیتے ہیں۔ مؤرخین ان ذرائع کی مدد سے بغیر

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

کسی تفریق کے ایک تسلسل کے ساتھ ایک متفقہ سمجھ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔گذرے ہوئے زمانے کے بارے میں کبھی کبھی مئورخین کو بھی عجیب وغریب حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔خاص کر جب کسی ایک ہی شخص یا واقعہ کے تناظر میں الگ الگ رائے رکھتے ہیں۔

آیئے اسے ایک مثال کے ذریعہ سمجھنے کی کوشش کریں۔1328ء میں دلی کے سلطان محمد تغلق نے اچانک ایک فرمان جاری کیا۔اس نے دلّی کے باشندوں کو حکم دیا کہ وہ دلّی سے دور دکھن میں دولت آباد جا کر بسیں۔اس وقت کے دو مئورخین ضیاء برنی اور اعصامی نے سلطان کے راجدھانی تبدیلی کے واقعہ کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔

ضیاءالدین برنی

ضیاءالدین برنی نے اپنی کتاب تاریخ فیروز شاہی میں لکھا ہے:-

''سلطان کے دل میں ایک منصوبہ آیا کہ دولت آباد کو راجدھانی بنایا جائے۔یہ اس لئے کیونکہ دولت آباد اس کی حکومت کے بیچ میں ہے۔دہلی، گجرات، لکھنوتی، تلنگ، ماور، دوار سمندر اور کیلا، اس شہر سے الگ بھگ برابر دوری پر واقع ہیں۔ اس سلسلے میں اس نے کسی سے مشورہ نہیں کیا۔اس نے حکم دیا کہ اس کی اپنی ماں اور حکومت کے سارے بڑے افسران اور سپہ سالار اپنے ماتحتوں اور معتبر لوگوں کے ساتھ دولت آباد کی طرف چلیں۔دربار کے ہاتھی-گھوڑے، خزانہ اور قیمتی سامان دولت آباد بھیج دی جائیں۔اس کے بعد صوفی سنت وعلماء (اسلامی کتابوں کے دانش ور) اور دہلی شہر کے معزز اور مشہور لوگ دولت آباد بلائے گئے۔جو لوگ دولت آباد گئے انہیں سلطان نے کافی مال و دولت انعام میں دیا۔ایک سال بعد سلطان دہلی لوٹا۔ اس نے حکم دیا کہ دہلی اور آس پاس کے قصبوں کے باشندوں کو قافلوں کی شکل میں دولت آباد بھیج دیا جائے۔دہلی والوں کے گھر ان سے قیمت دے کر خرید لیا جائے اور رقم کو دولت آباد جانے والوں کو دے دیا جائے تاکہ وہ وہاں جا کر اپنا گھر بنوالیں۔ شاہی فرمان کے مطابق دلی اور اس کے آس پاس کے باشندے دولت آباد کی طرف بھیج دیئے گئے۔اس طرح دہلی شہر خالی ہو گیا۔کچھ دنوں تک دلی کے سارے دروازے بند رہے، یہاں تک کہ شہر میں کتے، بلی تک نہیں تھے۔دہلی کے باشندے جو سالوں سے وہاں رہتے چلے آرہے تھے۔طویل سفر کی تکلیف سے راستے میں مر گئے۔بہت سے وہ لوگ جو دولت آباد تو پہنچ

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

گئےلیکن مادرِوطن سے جدائی کا غم برداشت نہیں کر سکےوہ واپسی کی تمنا میں مرگئے۔ اگرچہ سلطان نے دہلی سے جانے والی عوام کو بہت زیادہ انعام دیا لیکن اپنے وطن سے باہر کے تکالیف کو برداشت نہیں کر سکے۔

اس کے بعد دوسرے صوبوں سے عالموں، صوفیوں اور معزز لوگوں کو لاکر دہلی میں بسایا مگر اس طرح کے لوگوں کو لانے سے دہلی آباد نہ ہو سکی۔

''تقریباً چھ۔سات سالوں کے بعد سلطان نے حکم دیا کہ جو بھی دلی لوٹنا چاہتا ہے وہ لوٹ سکتا ہے۔ کچھ لوگ لوٹ گئے مگر بہت سے خاندان دولت آباد میں ہی بس گئے۔''

اعصامی

اعصامی نے اپنی کتاب ''فتوح السلاطین'' میں لکھا۔

سلطان کو دہلی والوں پر شبہ تھا اور وہ ان کے لئے دل میں زہر چھپا کے رہتا تھا۔ اس نے خفیہ طور سے ایک منصوبہ بنایا کہ ایک مہینہ میں دہلی کو تباہ کر دیا جائے۔ اس نے اعلان کر دیا کہ جو کوئی سلطان کا خیر خواہ ہے وہ دولت آباد کی طرف روانہ ہو جائے جو کوئی اس حکم پر عمل کرے گا اسے زیادہ سے زیادہ دولت دی جائے گی اور جو کوئی اس حکم پر عمل نہیں کرے گا اس کا سر کاٹ ڈالا جائے گا۔''

اس نے حکم دیا کہ دہلی میں آگ لگا دی جائے اور تمام لوگوں کو شہر سے باہر کر دیا جائے۔ پردہ نشیں خواتین اور گوشہ نشین صوفیوں کو ان کے گھروں سے بال پکڑ کر نکالا گیا، اس طرح وہ لوگ دہلی سے نکل گئے۔

میرے دادا بھی اسی شہر میں رہتے تھے۔ ان کی عمر 90 سال تھی اور وہ گوشہ نشین صوفی تھے۔

وہ کبھی اپنے گھر سے نہیں نکلتے تھے۔ وہ پہلے مرحلے میں ہی مر گئے، انہیں وہیں دفن کر دیا گیا۔

تمام بوڑھے، جوان، عورت اور بچے سفر کرنے پر مجبور تھے۔ بہت سے بچے دودھ کے بغیر مر گئے۔ بہت سے لوگ پیاس کی شدت سے مر گئے۔ اس قافلے میں سے سفر کی تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے دس فیصد لوگ ہی دولت آباد پہنچ سکے۔ اس طرح سلطان نے ایک بسے بسائے شہر کو برباد کر ڈالا۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

جب دہلی میں کوئی نہیں رہ گیا تو شہر کے تمام دروازے بند کردیے گئے، کہا جاتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد اسی دوران اس ظالم بادشاہ نے قریبی گاؤں کے لوگوں کو بلاکر دلّی کو آباد کروایا۔ طوطوں اور بلبلوں کو باغ سے نکال کر کوؤں کو بسادیا۔

نہ جانے سلطان کو کس طرح ان بے قصور لوگوں پر شبہ پیدا ہوگیا کہ اس نے ان کے مورثوں کی بنیاد کو اکھاڑ ڈالا اور آج تک ان کی اولادوں کی بربادی میں مصروف ہے۔"

آپ کے ذہن میں یہ بات آگئی ہوگی کہ محمد تغلق کے منصوبہ کے بارے میں کچھ باتیں ایسی ہیں جنھیں ضیاء الدین برنی اور اعصامی دونوں مؤرخ اتفاق رکھتے ہیں جیسے سلطان نے لوگوں کو دلّی سے دولت آباد جانے کا حکم دیا۔

لیکن دہلی سے دولت آباد جانے کے واقعہ کے بارے میں برنی نے کئی ایسی باتیں بھی لکھی ہیں جو اعصامی نہیں لکھتا ہے۔ جیسے برنی لکھتا ہے کہ سلطان اپنی حکومت کی راجدھانی ملک کے بیچوں بیچ بنانا چاہتا تھا اس لئے اس نے لوگوں کو دولت آباد بھیجا۔

لیکن اعصامی کے مطابق سلطان کے دل میں ایسا خیال نہیں تھا۔ اعصامی کے مطابق سلطان لوگوں کو تکلیف دینا چاہتا تھا اس لئے اس نے دہلی خالی کروائی۔

"یہ ہمارے لئے پریشانی کی بات ہے۔ اب ہم یہ کیسے جانیں کہ سلطان کے دل میں حقیقت میں کیا خیال تھا؟ اس سلسلے میں ہم یقینی طور سے کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ ہمارے سامنے اس طرح کی دشواری بار بار آتی ہے۔ جو باتیں دونوں مؤرخ لکھتے ہیں ان کے بارے میں تو ہم سوچ سکتے ہیں کہ وہ ضرور پیش آتی ہوں گی لیکن جو باتیں ایک ہی شخص کہہ رہا ہے ان کے بارے میں ہم فوری طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ وہ یقینی طور پر ہوئی ہوں گی۔"

گذرے ہوئے زمانے کے بارے میں جب کوئی مؤرخ آج لکھتا ہے تو وہ اکثر اس طرح کی دشواریوں کا سامنا کرتا ہے۔ گذرے ہوئے زمانے کے بارے میں کچھ باتیں تو پختہ طور پر کہی جاسکتی ہیں لیکن بہت سی باتوں کے بارے میں یقینی طور سے کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ ان حالات میں مؤرخین دیگر ذرائع کو استعمال کرتے ہیں۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

وقت کے ساتھ تواریخ کو سمجھنا

مورخ تاریخ (ماضی) کو سمجھنے کے لئے اسے ایک طرح کی خصوصیت والے کچھ بڑے بڑے حصوں یا زمانے میں بانٹ دیتے ہیں۔ پچھلے درجہ میں آپ نے جو تاریخ پڑھی تھی اس میں قدیم معاشرے کے کئی قسموں کا امتزاج ہے۔ اس درجہ میں جو تاریخ آپ پڑھیں گے اسے عام طور سے عہد وسطیٰ کی تاریخ کہا جاتا ہے۔ ہم نے آٹھویں صدی عیسوی کو عہد وسطیٰ کی ابتداء اور اٹھارہویں صدی کو اس دور کا اختتام تسلیم کیا ہے۔ ایسا کیوں؟ جب آپ اس کتاب کو پڑھیں گے تو دیکھیں گے کہ آٹھویں صدی کے آس پاس ہندوستان کے معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی زندگی میں بہت سی تبدیلیاں ہو رہی تھیں۔ معاشرتی اصول، مذہب، زبان اور فنون کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ زندگی کے تمام شعبوں کو ان تبدیلیوں نے معاشرتی اصول، مذہب زبان اور فنون سے متعلق زندگی کے تمام پہلوؤں کو متاثر کیا۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ آٹھویں صدی کے آس پاس ہندوستان کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

نئے خیالات سے معاشرے کے تمام افراد ایک ساتھ متاثر نہیں ہوتے یا تو ہندوستان کی تاریخ میں کچھ تبدیلیاں آٹھویں صدی سے قبل ہی آنے لگیں تھیں لیکن ملک کے کچھ حصوں میں ان کے اثرات کچھ عرصہ بعد محسوس کئے گئے۔ اس لئے عام نظر سے دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ نئے خیالات کی شروعات آٹھویں صدی عیسوی سے ہوئی اور اٹھارہویں صدی آتے آتے کئی تبدیلیاں نظر آنے لگیں۔ اس وجہ سے ہم نے عہد وسطیٰ کے آخر اور جدید دور کی آمد تقریباً اٹھارہویں صدی کو مانتے ہیں۔ ان ہزار سالوں کے دوران اس برصغیر کے معاشرے میں نئی نئی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ اس کتاب میں جو آپ پڑھ رہے ہیں اس کا موازنہ پچھلے درجہ میں پڑھی گئی باتوں سے کرنے کی کوشش کریں۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

﴿ مشق ﴾

آیئے پھر سے یاد کریں

1 خالی جگہوں کو بھریں

(الف) سولہویں صدی کے شروع میں .... نے ہندوستان لفظ کا استعمال کیا۔

(ب) .... ایک خاص قسم کی فارسی کتاب ہے۔

(ج) .... لوگوں کے ذریعہ ہندوستان میں ایک نئے مذہب کی آمد ہوئی۔

(د) ہندوستان میں کاغذ کا استعمال .... صدی کے آس پاس ہوا۔

2 جوڑے بنایئے

راج ترنگنی	دریا صاحب
بھگتی سنت	سہسرام
طبقات ناصری	ویکٹ پور کا شیو مندر
شیر شاہ کا مقبرہ	کشمیر کی تاریخ
مان سنگھ	منہاج سراج

3 عہد وسطیٰ کے ایسے لباسوں کی ایک فہرست بنایئے جس کا استعمال ہم آج بھی کرتے ہیں۔

4 کپڑے کی صنعت کے میدان میں پیش آئی دو خاص تبدیلیوں کو بتائیں۔

5 کاغذ کا ایجاد سب سے پہلے کہاں ہوا تھا؟

آیئے سمجھیں

6 جنگل کے باشندوں کو جنگل کیوں چھوڑنا پڑا؟

7 گنگا جمنی تہذیب سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

8 آٹھویں صدی کے آس پاس ہوئی تبدیلیوں کو لکھئے۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

آیئے غور کریں

9 کیا قدیم ہندوستان کے مقابلے میں عہد وسطیٰ کے مطالعہ کے لئے زیادہ ذرائع ستیاب ہیں۔

10 جب ایک ہی شخص یا واقعہ کے بارے میں الگ الگ رائیں آتی ہیں ان حالات میں مورخین کیا کرتے ہوں گے؟

آیئے کر کے دیکھیں

11 آپ بھی یادداشت لکھ سکتے ہیں۔ آپ اپنی پسند اور دلچسپی کے مطابق کسی واقف کار آدمی یا اپنی زندگی کے واقعہ کو لکھیے۔

12 آج کل کے رائج سکوں سے کن کن باتوں کی جانکاری حاصل کی جا سکتی ہے۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

2

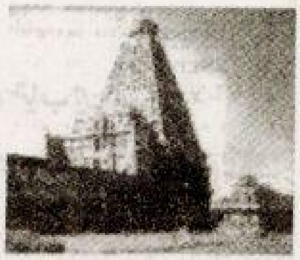

نئے صوبے اور بادشاہوں کا نمود

شبنم اور عمران دونوں کو تاریخی سیریل دیکھنے کا شوق تھا۔ ایسا ہی ایک سیریل پرتھوی راج چوہان ٹیلی ویزن پر نشر ہو رہا تھا۔ اس سیریل کو دیکھ کر دونوں کے دل میں پرتھوی راج چوہان کے بارے میں کئی خیالات پیدا ہوئے جیسے

(i) پرتھوی راج چوہان کس صوبے کا بادشاہ تھا؟

(ii) اس وقت ان کے معاصر اور کون کون بادشاہ ہوئے تھے؟

(iii) اس وقت ہمارے ملک کی سیاسی حالت کیسی تھی؟

گذشتہ باب میں آپ نے دیکھا کہ ہندوستان کے مغربی ساحل پر عربوں کی آمد ہوئی اور ان کی حکومت قائم ہوئی اسی زمانے میں شمالی اور وسطی ہندوستان کے سیاسی نقشے پر راجپوتوں کی آمد ہوئی۔ سچ تو یہ ہے کہ گپت خاندان کے زوال کے بعد ساتویں سے بارہویں صدی عیسوی کے درمیان ایک نئے رجحان کا آغاز ہوا یعنی سیاست کے میدان میں ٹوٹ پھوٹ کا عمل شروع ہو گیا جس کے نتیجہ میں اتری اور دکھنی ہندوستان میں کئی چھوٹے چھوٹے علاقائی حکومتیں نمودار ہونے لگیں۔ بعض اوقات ہرش وردھن جیسے حکمرانوں نے ایک بڑے جغرافیائی حصے پر حکومت کرنے کی کوشش کی لیکن انہیں توقع کے مطابق کامیابی نہیں ملی۔

نئے شاہی خاندانوں کا نمودار ہونا

نقشہ-1 میں برصغیر کے مختلف حصوں میں ساتویں سے بارہویں صدی عیسی کے درمیان حکومت کرنے والے خاص شاہی خاندان کو دکھایا گیا ہے۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ ان میں سے کئی شاہی خاندان کے بادشاہوں کے تحت عملہ، امراء، بڑے بڑے زمیندار اور بہادر سردار تھے۔ جب ان کے مالک کمزور پڑ گئے تو انہوں نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ مثال کے طور پر راشٹر کوٹ خاندان کرناٹک کے چالوکیہ بادشاہوں کے ماتحت تھے۔ آٹھویں صدی کے بیچ میں ایک راشٹر کوٹ سردار دنتی درگ

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

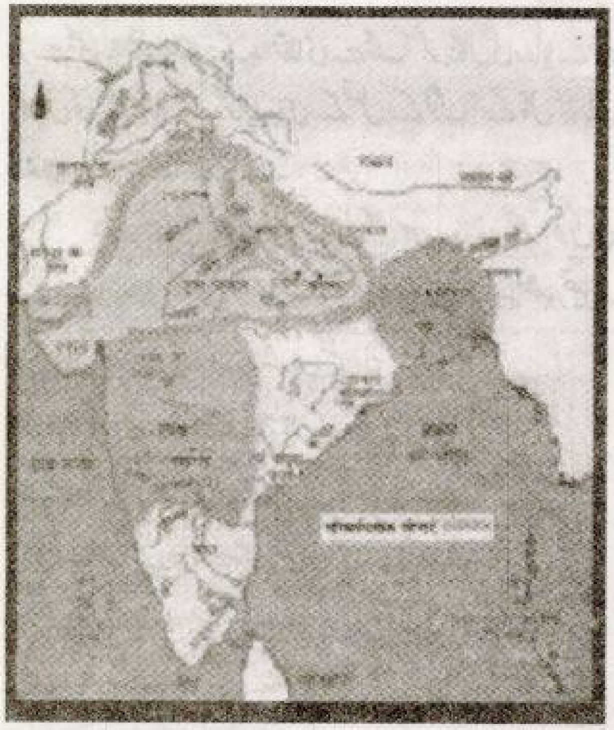

نقشہ: 2.1 ساتویں سے بارہویں صدی کے دوران خاص صوبے

نے اپنے آپ کو حکمراں کے شکل میں قائم کر کے راشٹر کوٹ خاندان کی بنیاد ڈالی اور دکھنی علاقے کے اتری حصے میں مانیہ کھیت نام کے مقام کو اپنی راجدھانی بنائی۔ اسے آپ نقشہ-1 میں دیکھ سکتے ہیں۔

چند دیگر حکمراں جیسے گُرجر، پرتیہار غالباً برہمن تھے۔ انہوں نے اپنے اپنے روایتی کاموں کو چھوڑ کر ہتھیار کو اختیار کر لیا اور وسطی ہندوستان (راجستھان اور گجرات) میں ایک آزاد شاہی خاندان کی بنیاد ڈالی۔ اس خاندان کا اہم ترین بادشاہ ناگ بھٹ اوّل تھا جس نے عربوں سے مقابلہ کیا۔ گولیار کے رکارڈ میں اسے ملیچھوں کو برباد کرنے والا بتایا گیا ہے۔

ناگ بھٹ کی حصولیابیاں

کئی حکمرانوں نے اپنے دستاویزوں میں اپنی حصولیابیوں کا تذکرہ کیا۔ گوالیار (مدھیہ پردیش) سے ملی سنسکرت کے ایک دستاویز میں پرتیہار راجا ناگ بھٹ کے کارناموں کا بیان اس طرح کیا گیا ہے۔

> **آندھرا، سندھ، ودربھ (مہاراشٹر کا ایک حصہ) اور کلنگ (اڑیسہ کا ایک حصہ) کے راجاان کے سامنے اس وقت جھک گئے جب وہ صرف ایک راجکمار تھے۔ انہوں نے قنوج کے حکمراں چکر یدھ کو جیت لیا...... انہوں نے بنگ (بنگال کا حصہ)، انرت (گجرات کا حصہ) مالوہ (مدھیہ پردیش کا حصہ)، فرات (بنواسی)، تورنشک (ترک) وتس، تیسیہ (دونوں اتری ہندوستان کے حصے) کے بادشاہوں کو ہرایا۔**

کچھ مثالیں ایسی بھی ہیں جہاں نئے حکمراں اس علاقے کے اہم ترین لوگوں کے ذریعہ منتخب کئے گئے تھے۔ بہار اور بنگال کے اوّلین پال حکمراں گوپال کا انتخاب اسی طرح ہوا تھا۔ تبتی مورخ لاما تارناتھ بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ کھلیم پورتا مہر

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

میدان جنگ میں رانا اپنے سرداروں کے ساتھ

خطاب کا کیا معنی ہوتا ہے؟ استاد کی مدد سے آپس میں مذاکرہ کیجئے۔

پتر سے بھی یہ اشارہ ملتا ہے کہ بدانتظامی سے تنگ آکر بنگال کی رعایا نے خود گوپال کو اپنا بادشاہ منتخب کرلیا۔ اسی کے نسل کے لوگ آگے چل کر پال خاندان کے نام سے مشہور ہوئے۔

کچھ مثالیں خاتون حکمرانوں کی بھی ہیں۔ خاتون حکمرانوں کی سب سے عمدہ مثال کشمیر کی ملکہ کا ہے جو بڑی بہن کے نام سے مشہور تھیں، وہ وزیروں اور فوج کی مدد سے ملکہ بن گئیں۔

مذکورہ بالا نظروں سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ —

☆ یہ ضروری نہیں کہ حکمراں کسی حکمراں خاندان سے ہی متعلق ہو۔

☆ ماتحت عملہ بعض حالات میں حکمراں بھی بن سکتے تھے۔

دوسرے لوگ، وزراء، فوجیوں اور اہم ترین لوگوں کی حمایت سے حکمراں بنے۔

اس دور کی تاریخ میں چار راجپوت خاندان سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ وہ پرتیہار یا پریہار، چوہان یا چاہمان، سولنکی یا چالوکیہ اور پرمار تھے۔ کئی سرداروں نے بھی آزاد شاہی خاندان کی بنیاد ڈالی۔

سردار

اس زمانے کے کئی دستاویزوں اور کتابوں میں اس طبقہ کے لوگوں کا ذکر ہے۔ اس طبقہ کے لوگوں کے لئے کئی اور نام بھی رائج تھے۔ جیسے سامنت، رائے، ٹھاکر، رانا اور راوٹ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پہلے کے زمانہ کے بادشاہ جنگ میں جب کسی دوسرے بادشاہ کو ہراتے تھے تو اس کی حکومت کو اپنی حکوت میں ملا لیتے تھے۔ لیکن آپ کو یہ جان کر حیرت بھی ہوگی کہ 400ء سے 1000ء کے بیچ کے زمانے میں جنگ میں ہارے ہوئے بادشاہوں کو عام طور پر ان کی حکومتیں واپس بھی مل جاتی تھیں۔ بدلے میں انہیں کچھ شرائط کو قبول کرنے پڑتے تھے۔ شکست خوردہ بادشاہ کو یہ ماننا پڑتا تھا کہ فاتح بادشاہ اس کا مالک ہے اور وہ فاتح بادشاہ کے قدموں کا خادم۔ فاتح راجا مالک کہلاتے تھے اور ہارا ہوا راجا اس کا سردار کہلاتا تھا۔ یہ دکھانے کے لئے کہ وہ کس راجا کا سردار ہے ہارے ہوئے راجا کو اپنے نام کے آگے یہ بات لکھنی پڑتی تھی۔ اس کی ایک مثال پڑھیے:

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

"پرم بھٹارک پرمیشور مہاراجہ دھیراج شری بھوج دیو کے چرنوں میں رہنے والے مہا سامنت مہاراجہ دھیراج شری چھتی پال کی حکومت تھی۔"

آپ نے کیا پایا؟ آپ نے پایا ہوگا کہ بھوج دیو اور چھتی پال دونوں کے ناموں کے ساتھ خطابات لگے ہیں لیکن سردار کا خطاب بادشاہ کے خطاب سے چھوٹا ہے اسی سے پتہ چلتا ہے کہ بادشاہ زیادہ طاقت ور مانا جاتا تھا۔ سردار بننے پر ہارے ہوئے بادشاہ کو اور بھی کئی شرائط ماننے پڑتے تھے۔ اسے مالک کے دربار میں موقع بہ موقع قیمتی تحفے بھیجنے پڑتے تھے۔ کسی موقع پر اسے خود مالک بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونا پڑتا تھا اور ضرورت پڑنے پر سردار کو اپنے مالک راجا کی مدد کے لئے فوج بھی بھیجنی پڑتی تھی۔ اس زمانے میں جتنے بھی چھوٹے بڑے بادشاہ تھے وہ سردار بنانے کی پالیسی ہی اپناتے تھے۔

زمین کی ملکیت اور اس سے متعلق خدمت کچھ شرطوں کی بنیاد پر انتظام کو (سامنت وادی) جاگیرداری نظام کہتے ہیں۔

یہ تھوڑا سنسکرت اور تھوڑا تمل میں لکھا ہوا تامر پتروں کا ایک مجموعہ ہے جس میں نویں صدی میں ایک حکمران کے ذریعہ دیا گیا زمین کا عطیہ کا ذکر ہے۔ جن کڑیوں سے یہ پتر جڑے ہیں ان پر راجسی مہر لگی ہوتی ہے جو یہ بتلانے کے لئے ہے کہ یہ ایک معتبر دستاویز ہے۔

صوبوں میں حکومت

بادشاہ حکومت کا مرکزی نقطہ یا سب سے زیادہ طاقت ور ہوتا تھا جیسا کہ ان کے بڑے بڑے خطابات جیسے مہاراجہ دھیراج (بادشاہوں کے بادشاہ) پرم بھٹارک پرمیشور، تری بھون۔ چکرورتین (تین بھونوں کا مالک) وغیرہ سے جانا جاتا ہے۔ دستاویزوں اور اس عہد کے ادب میں مرکزی حکومت سے متعلق مختلف عہدیداروں کا بیان ہے۔ جیسے غیر ملکی شعبہ کا صدر (سندھی وگرہک) وزیر خزانہ (اکچھ پٹالک) سرکاری ذخیرہ کا افسر (بھانڈ اگارک) پولیس کے شعبے کا صدر (میاڈنڈا نا چک) وغیرہ زیادہ طاقت ور ہونے کے باوجود بادشاہ اپنے سرداروں کے ساتھ ساتھ برہموں، کسان اور تاجر تنظیموں کے ساتھ حکومت کی ساجھے داری کرتے تھے۔ اکثر صوبوں میں پیداوار کرنے والوں کا ایک طبقہ جس میں کسان جانور پالنے والے اور کاریگر آتے تھے۔ صوبے کی آمدنی کے کئی ذرائع تھے لیکن

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

بنیادی ذریعہ ٹیکس ہی تھا جسے راج یوگ یا اوپری ٹیکس کہا جاتا تھا۔ تمام پیداواری سے اپنے پیداوار کا ایک حصہ ٹیکس مان کر وصول کیا جاتا تھا۔

تجارت اور صنعت کا ٹیکس بھی آمدنی کا ایک اہم ترین ذریعہ تھا۔ کسانوں کو اپنی اناج کا 1/6 اور 1/3 کے بیچ زمین کی مالگذاری دینا ہوتا تھا۔ مذکورہ ذریعہ سے حاصل آمدنی کا ایک بہت بڑا حصہ مندروں اور قلعوں کی تعمیر میں لگایا جاتا تھا۔ ان وسائل کا استعمال جنگوں میں بھی ہوتا تھا۔

بادشاہ لوگ اکثر برہمنوں کو زمین کا عطیہ انعام کی شکل میں دیتے تھے۔ یہ تامر پتروں پر دستاویز کی شکل میں تحریر ہوتے تھے جو زمین پانے والوں کو دیئے جاتے تھے۔ یہ برہمن حکمرانوں کے لئے جگیہ کرتے تھے اور حکمرانوں کے لئے نسب نامہ بھی تیار کرتے تھے جس میں یہ دکھانے کی کوشش کرتے تھے کہ حکمراں کس طرح قدیم اور عظیم الشان حکمراں خاندان سے متعلق ہیں۔

قنوج کے لئے جدوجہد

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان پر عربوں کے حملہ کے بعد پورے برصغیر میں تین اہم طاقتوں کا طلوع ہوا۔ یہ تین اہم طاقتیں تھیں وسط اور مغربی ہندوستان کے گرجر اور پرتیہار، جنوب کے راشٹرکوٹ اور بنگال کے پال۔ اپنے اپنے علاقوں میں ان سبھوں نے طویل عرصے تک حکومت کیا لیکن ان حکمرانوں کا زیادہ تر وقت آپسی ٹکراؤ میں ہی گذرا۔ قنوج اس ٹکراؤ کا مرکز تھا۔ آیئے اس پر غور کریں کہ قنوج آخر کیوں ان کے ٹکراؤ کا مرکزی نقطہ بنا؟

(1) جیسا کہ آپ نے درجہ چھ میں پڑھا تھا کہ قنوج ہرش وردھن کی راجدھانی اور شمالی ہندوستان کا ایک مشہور شہر تھا جو اس شہر پر قبضہ جمالیتا تھا وہ گنگا جمنا کے زرخیز میدانوں پر قبضہ کر لیتا تھا جو محصول کا ایک بہت بڑا ذریعہ تھا۔

(2) پالوں کے لئے وسط ہندوستان اور پنجاب اور پرتیہاروں اور راشٹرکوٹوں کے لئے گنگا کے میدان میں پہنچنے کے راستے پر قنوج سے بہتر قابو ہو سکتا تھا۔

(3) قنوج گنگا کے کنارے پر واقع ہونے کی وجہ سے ندی کے راستے سے ہونے والی تجارت کے نقطہ نظر سے شمالی اور مشرقی ہندوستان کے بیچ اہم ترین کڑی تھی۔ تینوں صوبے اس جدوجہد میں لگے رہے اور باری باری سے انہوں نے قنوج پر قبضہ جمایا۔ مورخوں نے اسے قنوج کے لئے سہ رخی جدوجہد (ٹکراؤ) کہا ہے۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

ان تینوں کے زوال کے کیا اسباب رہے ہو سکتے ہیں؟ تذکرہ کریں۔

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اس سہ رخی ٹکراؤ میں فاتح کون ہوا؟ قنوج پر قبضہ جمانے کی خواہش رکھنے والے تینوں طاقت آپس میں جنگ کرتے کرتے تھک چکے تھے۔ وہ آپس کی جنگوں میں اس قدر مصروف ہو گئے کہ ان کو یہ بھی پتہ نہیں چلا کہ وہ کتنے کمزور ہو چکے ہیں، آخر کار ان تینوں صوبوں (حکومتوں) کا زوال شروع ہو گیا۔ ان تینوں کی سیاسی طاقت لگ بھگ ایک طرح کی تھی اور وہ خاص طور سے بڑی فوجوں پر منحصر کرتے تھے، ان فوجوں کے اخراجات کے لئے لازمی ذرائع بھی ایک طرح کے تھے۔ ان کے محصولات کا ایک بہت بڑا حصہ اس فوجی مہم میں خرچ ہو گیا۔ ہمیشہ ٹکراؤ میں رہنے کی وجہ سے اپنے ماتحت سرداروں کی طرف سے ان کی توجہ ہٹ گئی۔ موقع کا فائدہ اٹھا کر رفتہ رفتہ ان سرداروں نے اپنے آپ کو آزاد کر لیا۔ سرداروں کی نافرمانی اور شمال مغربی اور جنوبی حملوں نے شمالی ہندوستان کو اور بھی کمزور کر دیا۔ جب ان پر شمال مغرب سے ترکوں کا حملہ ہوا تو وہ صحیح طریقے سے اپنی حفاظت نہیں کر سکے۔ ان حملہ آوروں میں سب سے پہلا محمود غزنوی تھا۔

اس سے پہلے کہ ہم ان حملوں کا مطالعہ کریں، اس سلسلہ میں یہ جاننا ضروری ہے کہ اس زمانے میں ہندوستان کی سیاسی اور معاشرتی حالت کیا تھی؟

اس وقت پورا برصغیر مختلف چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں منقسم تھا۔ ان کے آپسی تعلقات بھی اچھے نہیں تھے۔ شمالی ہند میں ہندوشاہی، قنوج، کالنجر، گجرات، بندیل کھنڈ، مالوہ، بنگال، کشمیر وغیرہ چند خاص حکومتیں تھیں۔ ان میں کوئی بھی حکومت اس قدر طاقت ور نہیں تھی جو انہیں متحد رکھ کر لائق قیادت عطا کر سکے۔ سیاسی اتحاد کی کمی کی وجہ سے سرداری نظام کا عمل بھی جاری رہا۔ ایک مرکزی حکومت کے تحت مختلف چھوٹے بڑے سرداروں کا وجود تھا۔ یہ سردار اپنے علاقائی بیداری اور فوجی طاقت کے ذریعہ مرکزی حکومت کو کمزور کرنے کا موقع تلاش کرتے رہتے تھے۔ اگرچہ راجپوت اس زمانے میں شمالی ہند کی اہم ترین سیاسی طاقت تھے، لیکن ان کی اپنی کچھ مجبوریاں راجپوتوں نے جنگ وجدال کو فخریہ عمل قرار دیا گیا تھا۔ اکثر حکمراں اپنی عزت کی حفاظت کے لئے آپس میں لڑائی کرنے کے لئے آمادہ رہتے تھے۔ ان حکومتوں میں باہری حملہ آوروں کا آپس میں مل کر مقابلہ کرنے کا جذبہ بھی نہیں تھا۔ اس کے علاوہ دو مسلم حکومتیں بھی تھیں۔ ملتان کی حکومت جس میں شیعوں کا غلبہ تھا اور منصوروں (سندھ) کی حکومت جس میں عرب خاندان کے حکمراں تھے۔

ترکوں کی آمد کے وقت ہندوستان کی معاشرتی حالت بھی اچھی نہیں تھی۔ اس دور کے معاشرے میں حکمراں طبقہ،

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

فوجیوں اور رعایا کے درمیان تال میل کی کمی تھی۔ بادشاہ اور رعایا کے بیچ کافی دوری تھی۔ انتظامیہ اور فوج کے کچھ عہدوں پر برہموں اور راجپوتوں کی زیادہ تر بحالیاں خاندانی طور پر ہونے لگیں۔ اس کے نتیجہ میں ایک طرف تو دیگر طبقات اور ذات کے لوگ حکومت کے تعلق سے مایوس ہوتے چلے گئے اور دوسری طرف بااہل لوگ بھی وراثت کی شکل میں اعلیٰ انتظامی عہدے حاصل کرنے لگے۔ معاشرے کا ہر شخص فوجی نہیں بن سکتا تھا۔ وطن جیسے وسیع تصور سے عام لوگ واقف نہیں تھے۔ حکمرانوں کے بدل جانے سے عام رعایا کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ ان حالات میں ادنیٰ طبقہ میں مصیبت کے وقت میں حکومت کے لئے کچھ کرگزرنے کا جذبہ نہیں کے برابر تھا۔ اس زمانے میں روایتی طور پر چار خاص طبقے تھے جیسے برہمن، شتریہ، ویشیہ اور شودر کے علاوہ کئی ذیلی ذاتوں اور نئی ذاتوں کا رواج بھی ہوا۔ اس طبقاتی نظام نے لوگوں کے خیالات کو محدود کردیا اور اس میں باہری 'تبادلہ خیال' کے لئے کوئی جگہ نہیں رہی۔

جیسا کہ تاریخ ہند کے مصنف البیرونی نے اشارہ کیا:

''ہندوؤں میں یہ پختہ عقیدہ ہے کہ ہندوستان کی طرح اور کوئی ملک نہیں ہے کوئی ایسی قوم اور وطن نہیں ہے، کوئی بادشاہ ان کے بادشاہ کی طرح نہیں ہیں اور دوسرا کوئی سائنس ان کے سائنس کی طرح نہیں ہے۔''

محمود غزنوی

غزنی جدید افغانستان میں واقع ایک چھوٹی سی حکومت تھی۔ ایک ترک سردار نے دسویں صدی میں یہ حکومت قائم کی تھی۔ اس کے وارثوں میں محمود بھی تھا۔ وہ غزنی کو ایک بڑا اور طاقتور حکومت بنانا چاہتا تھا، اس لئے اس نے وسط ایشیاء کے کچھ حصوں ایران اور برصغیر کے شمال مغربی حصے کو جیت لینا چاہا۔ 1010ء اور 1025ء کے درمیان محمود نے شمالی ہند کے صرف ان شہروں پر حملہ کیا جن میں بہت سارے خوشحال مندر تھے۔ ان شہروں میں متھرا، تھانیشور، قنوج، برنداون اور سومناتھ تھے۔ اس میں گجرات کا سومناتھ مندر اپنی دولت اور عظمت کے لئے کافی مشہور تھا۔

سومناتھ کے مندر کے بارے میں خاص طور سے درجہ میں مذاکرہ کریں۔

1030ء میں محمود کی موت ہوجانے پر شمالی ہند کے لوگوں کو راحت ملی کیونکہ اس کے حملوں سے عام زندگی متاثر ہوجاتی تھی۔

معاصر مورخین نے محمود غزنوی کے ہندوستانی حملوں کے مقاصد کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ محمود ہندوستان میں اسلام مذہب کی عظمت

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

آپ کے خیال میں محمود کے ہندوستان پر حملہ کے کیا مقاصد ہو سکتے ہیں؟

کو قائم کرنا چاہتا تھا۔ جبکہ کچھ مؤرخین کا کہنا ہے کہ محمود کا مقصد ہندوستان سے دولت لوٹنا تھا تا کہ اس دولت سے وہ وسط ایشیاء میں حکومت کی توسیع کے لئے فوجی ذرائع جمع کر سکے۔

حملوں کے اثرات

محمود کے ملوں کے اثرات ہندوستان پر مستقل ظاہر نہیں ہوتے ہیں۔
اس نے ہندوستان میں کوئی مستقل حکومت بنانے کی بھی کوشش نہیں کی۔ ہر فاتحانہ مہم کے بعد دولت لوٹ کر وہ غزنی واپس لوٹتا رہا۔ ہندوستان پر اس نے تقریباً سترہ بار حملے کئے اور ہر بار ہندوستانی راجاؤں کی فوجی طاقت کو نقصان پہنچایا اور انہیں ہرایا۔ ان حملوں سے باہری طاقتوں کو ہندوستان کی سیاسی اور فوجی طاقت کی کمزوری کا اندازہ ہوگیا۔ آگے چل کر ترک اور افغانوں نے کئی بار ہندوستان پر حملہ کیا اور ایک مستقل حکومت قائم کرنے میں کامیاب رہے۔

اپنے منفی شبیہہ کے باوجود محمود کے حملوں نے اسلامی اور ہندو تہذیب کے درمیان تعلقات بڑھانے میں اچھا رول ادا کیا۔ ''شاہنامہ'' نام کے رزمیہ مثنوی کا مصنف فردوسی اسی کی سرپرستی میں رہا۔ اسی نے وسط ایشیاء کے مشہور دانشور البیرونی کو ہندوستان بھیجا۔ اس نے ہندوستان کے بارے میں اپنی مشہور تخلیق ''تحقیق فی الھند'' لکھی۔ اس کتاب میں ہندوستان اور یہاں کے باشندوں کے معاشرتی زندگی کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔

محمود غزنوی کے حملوں کے لگ بھگ ڈیڑھ سو سالوں بعد ترکوں کے حملوں کا دوسرا دور ہندوستان میں شروع ہوگیا۔ ان حملوں کی قیادت غور کے حکمراں محمد غوری نے کیا۔ اس کی خواہش صرف لوٹ مار کرنے کی نہیں تھی بلکہ وہ شمالی ہند کو بھی جیت کر اپنی حکومت میں ملا لینا چاہتا تھا۔

محمد غوری کے مہم بڑے منظم ہوتے تھے۔ اس نے یہ محسوس کیا کہ ملتان اور سندھ کو مرکز بنا کر ہندوستان کے اندرونی حصوں کو نہیں جیتا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس نے ہندوستان کے فتح کا مرکز پنجاب کو قرار دیا۔ پنجاب فتح کے نتیجہ میں اس کی حکومت کی سرحدیں اجمیر اور دلی کے راجا پرتھوی راج چوہان کی حکومت کے سرحد کو چھونے لگی۔ 1191ء میں بھٹنڈا کے نزدیک ترائین گاؤں کے میدان میں ہوئے پہلی لڑائی میں غوری ہار گیا۔ اس ہار کی پرواہ کئے بغیر 1192ء میں ترائین کی دوسری لڑائی میں اس نے پرتھوی راج چوہان کو ہرا دیا۔ ترائین کی جیت نے شمالی ہند میں ترکی حکومت کے قیام کو لگ بھگ یقینی بنا دیا۔ غوری کے ہندوستان پر حملوں کے دوررس نتائج مرتب ہوئے۔ اسی کے نتیجہ میں دلی سلطنت قائم ہوئی جس کے بارے

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

میں آپ تفصیل سے آئندہ بابوں میں پڑھیں گے۔

دکن کی حکومتیں

اس زمانے میں شمالی ہند کی طرح جنوبی ہندوستان میں بھی کئی حکومتیں تھیں (نقشہ-2 پر غور کریں) کرشناندی کے اتر کی حکومتیں دکن کی حکومتیں تھیں اور کرشناندی کے جنوب کی حکومتیں دکن کی دور دراز کی حکومتیں تھیں۔ دکن کی حکومتوں میں راشٹرکوٹ اور چالوکیہ مشہور تھے۔ ان کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں اور دور دراز دکن کی حکومتوں میں چول، چیر اور پانڈیا وغیرہ مشہور تھے۔ جدید دور کی علاقے میں چول حکومت کے دکھن پانڈیہ کی حکومت تھی جدید کیرل صوبہ میں چیر خاندان کی حکومت تھی۔

چول بادشاہوں نے تنجور کے آس پاس کے علاقے تامل ناڈو سے اپنی حکومت شروع کی۔ رفتہ رفتہ پلو خاندان کے حکمراں اور دوسرے مقامی حکمرانوں کو ہرا کر اپنے کو دکن میں سب سے طاقتور بنالیا۔ لیکن حکومت قائم کرنے والے ابتدائی چول حکمرانوں میں وجیالیہ (871-846) تھا۔ اس نے تنجور کو جیت کر اپنے آپ کو ایک آزاد حکومت کا حکمراں ظاہر کیا۔

چول خاندان کے راجاؤں میں سب سے مشہور راجا راج راج اوّل اور بیٹا راجندر چول تھا۔ راج راج اوّل (1016-958) ایک کامیاب فوجی سپہ سالار تھا اور اس نے مختلف سمتوں میں حملے کئے۔ راج راج جنوب مشرقی ایشیاء کے تجارت میں عربوں کے غلبہ سے واقف تھا۔ اس لئے وہ ایک سمندری مہم میں نکلا۔ اس نے شری لنکا اور مالدیپ نام کے جزیروں پر قبضہ کر کے عربوں کے غلبہ کو چیلنج کر دیا۔

راج راج کا بیٹا راجندر (1044-1014ء) اپنے والد سے بھی زیادہ اولوالعزم تھا۔ اس نے ایک بہت بڑی سمندری فوج کو منظم کیا۔ اس کی دو جنگیں بہت ہی زوردار اور کامیاب رہیں۔ ایک تو وہ جس میں اس کی فوج مشرقی ہندوستان کے ساحل سمندر سے ہو کر اڑیسہ کو پار کرتی ہوئی گنگا ندی تک پہنچ گئی۔ راجندر کی دوسری مہم شری لنکا اور جنوب مشرقی ایشیاء (جنوبی ملایا جزیرہ اور سماترا) کے ملکوں میں ہوا تھا۔ اس مہم میں اس نے برّی اور بحری فوج کا استعمال کیا۔ اس مہم کا بنیادی مقصد

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

اپنی حکومت کے تجارتی مفاد کی حفاظت کرنا تھا۔

چول انتظامیہ

چول راجاؤں کے مختلف دستاویزوں سے ان کے انتظامی حکومت کی جانکاری ملتی ہے۔ راجا حکومت میں سب سے زیادہ طاقتور فرد ہوتا تھا۔ پھر بھی حکومت کے کاموں کو چلانے کے لئے اپنی وزارت سے مشورہ لیتا تھا۔ اس کے احکام کو اس کا نجی سکریٹری لکھ لیا کرتا تھا۔ کچھ افسران کے نام بھی ملتے ہیں۔ ان میں چیف سکریٹری، ہیڈکلرک اور ادنیٰ کلرک وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ اس انتظام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چول حکمرانوں نے ایک منظم شہری خدمات کو فروغ دیا۔

ایک نیا شہر

راجندر چول اپنی فوج کو گنگا ندی تک لے گیا۔ وہاں سے گنگا کا پانی لاکر اپنے نئے شہر میں رکھا۔ یہ شہر گنگئی۔ کونڈ۔ چولم پور کے نام سے جانا گیا۔ اس کا معنی تھا چول حکمرانوں کا شہر جو گنگا کو لے کر آیا تھا یا جس نے شمالی ہند پر فتح حاصل کی تھی۔

آج کی شہری خدمات سے چول کے عہد کی شہری خدمات کا موازنہ کر کے مذاکرہ کریں۔

پورے چول حکومت کو راشٹر کہا جاتا تھا۔ انتظامیہ کی سہولت کے لئے پورے راشٹر کو کئی اکائیوں میں بانٹ دیا گیا تھا جنہیں منڈلم کہا جاتا تھا۔ ہر ایک منڈلم (کوٹم) کمشنری میں اور ہر ایک کمشنری ضلعوں میں بٹا ہوا تھا۔ پھر ہر ایک ضلع کو تحصیل میں تقسیم کیا گیا تھا۔ منڈلم کا سربراہ کوئی شاہی خاندان کا فرد ہوتا تھا۔ لیکن کمشنری، ضلع اور تحصیل کے کئی افسر اور کرمچاری ہوتے تھے۔ سبھی اپنے حلقے کی نقل وحرکت کی اطلاع اپنے سے اوپر والے محکمہ کو دے دیتا تھا۔

دیہی انتظامیہ

گاؤں کا مقامی انتظامیہ چول نظام حکومت کی ایک اہم خصوصیت تھی۔ بہت سے گاؤں میں حکومت کا انتظام سرکاری کرمچاریوں کے ذریعہ نہیں کر کے خود گاؤں والوں کے ذریعہ کیا جاتا تھا۔ یہاں تین طرح کے دیہی مجلسوں کی وضاحت ملتی ہے۔

(i) اُر (عام لوگوں کی گرام سبھا یعنی دیہی مجلس)

(ii) سبھا یا مہاسبھا (گاؤں کے معزز برہمنوں کی ایک مجلس تھی جسے اگر ہار کہا جاتا تھا)

(iii) نگرم (تجارتی لوگوں کی ایک اہم ترین انتظامی مجلس تھی)

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

کیا آپ کے اسکول یا گاؤں میں اس طرح کی کوئی کمیٹی کام کرتی ہے؟ اگر ہاں تو کیسے؟

دیہی مجلس حکومت کے کاموں کو چلانے کے لئے کئی کمیٹیاں بناتی تھی جیسے عام انتظامی کمیٹی، ذیلی کمیٹی، سینچائی کمیٹی، زراعت کمیٹی، تعلیمی کمیٹی، حساب و کتاب کمیٹی وغیرہ کمیٹی کو 'وریم' کہتے تھے ان کمیٹیوں کے ذریعہ دیہی مجلس کئی کام کرتی تھی جیسے مندر اور دیگر عوامی اداروں کی دیکھ ریکھ، تجارت کی سہولت کے لئے سرکاری سڑکوں کی تعمیر اور مرمت اور سینچائی صفائی وغیرہ۔

دستاویز

''تامل ناڈو کے چنگل پوٹ ضلع کے اتر میرور دستاویز کے مطابق مجلس کی ممبر شپ مجلس کی رکنیت کے لئے خواہش مند لوگوں کو ایسی زمین کا مالک ہونا چاہئے جہاں سے زمین کی مالگذاری وصولی جاتی ہے۔ ان کے پاس اپنا گھر ہونا چاہئے، ان کی عمر 35 سے 70 کے بیچ ہونا چاہئے، انہیں ویدوں کا علم ہونا چاہئے، انہیں انتظامی امور کی اچھی جانکاری ہونی چاہئے اور ایماندار ہونا چاہئے اگر کوئی شخص گذشتہ تین سالوں میں کسی کمیٹی کا ممبر رہا تو وہ کسی اور کمیٹی کا ممبر نہیں بن سکتا تھا جس نے اپنے یا اپنے رشتہ داروں کی خاطر محصول جمع نہیں کرائے ہیں وہ انتخاب بھی نہیں لڑ سکتا۔''

شاندار مندر

ابھی آپ نے چول حکومت اور اس کی کچھ خصوصیات کو دیکھا۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اس حکومت کے حکمراں اپنا زیادہ تر وقت لڑائی میں ہی گذارتے ہوں گے لیکن چول بادشاہوں کے ذریعہ کئی عظیم الشان مندر بنائے گئے، جس میں تنجور کا برھدیشور مندر اور گنگئی کونڈ چولپورم کے مندر مشہور ہیں۔ یہ مندر فن تعمیر اور مجسمہ سازی کی خوبصورت مثالیں ہیں۔ (ان کے بارے میں ہم تفصیل سے باب 5 میں پڑھیں گے)

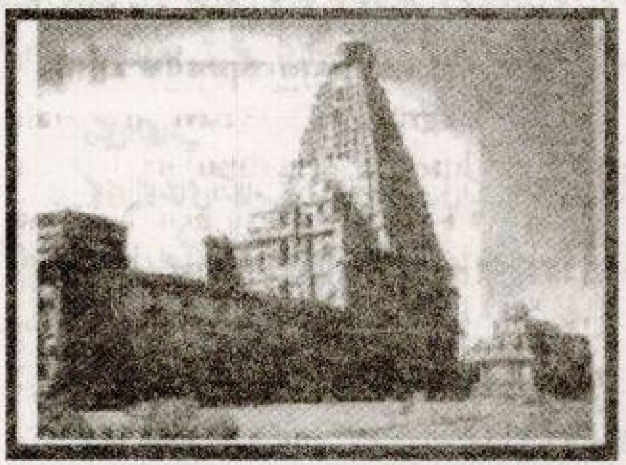

برہدیشور مندر، تنجاپور

ان مندروں میں پوجا پاٹھ کے ساتھ ساتھ زندگی کی دیگر نقل و حرکت بھی چلتی تھیں۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

چول حکمرانوں کے دورِ حکومت میں بادشاہوں، تاجروں اور دولت مند لوگوں کے ذریعہ کافی مقدار میں سونا چاندی اور قیمتی چیزوں کے علاوہ زمین اور گاؤں بھی عطیہ میں دیئے جانے لگے۔ اس سے مندر کے عملہ (کرمچاریوں) جیسے پروہت، مالاکار باورچی قیسر، سنگیت کار (موسیقی کار) رقاصہ وغیرہ کی تعداد میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ ان کرمچاریوں کو ان کی خدمات کے بدلے غلہ اور بعد میں زمین بھی دی جانے لگی۔ مندروں کے ذریعہ زمینوں کا تبادلہ کرنے کی وجہ سے مندر کے اقتصادی انتظام میں جاگیردارانہ مزاج شامل ہوتا چلا گیا۔ تبدیل شدہ زمین کے علاوہ ٹیکس کے مطالبہ سے کسانوں کی پریشانی بڑھنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی مرکزی حکومت کے کمزور ہونے پر جاگیردارانہ ڈھانچے کی مالی حالت اور مضبوط ہوتی چلی گئی۔ چول حکومت کا مندر معاشرتی کاموں کا مرکز بھی تھا۔ تقریبوں اور مذہبی تہواروں کے موقع پر آس پاس کے علاقہ کے لوگوں کے جمع ہونے کا مقام مندر ہی تھا۔ مندر میں گاؤں کی کمیٹیاں اپنی بیٹھک کیا کرتی تھیں۔ مندر کے احاطے میں ہی اسکول ہوتا تھا۔ عام طور پر برہمن ہی پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔ انہیں اسکولوں میں مخطوطات کو محفوظ رکھا جاتا تھا۔

> ہندوستان کے ایسے مندروں کا پتہ لگایئے جہاں آج بھی عقیدت مندوں کے ذریعہ نذرانے چڑھائے جاتے ہیں۔ نذرانہ چڑھانے کے پیچھے لوگوں کا عقیدہ کیا رہتا ہے؟

> نویں صدی تمل ناڈو کا ایک سمندری دروازہ حوض کے ذریعہ ندیوں کی شاخوں میں پانی کے بہاؤ کو اس کے ذریعہ قابو میں کیا جاتا تھا۔ اس پانی سے کھیتوں کی سینچائی ہوتی تھی۔

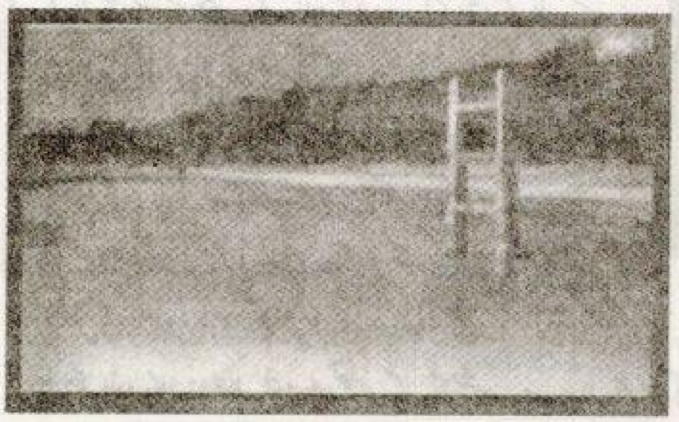

زراعت اور سینچائی

چول حکومت میں زراعت اور سینچائی پر مناسب دھیان دے کر حکومت کو خوشحال بنانے کی کوشش کی۔ اس وقت جنوبی ہندوستان میں کھیتی کے لائق زمین

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

بھی معقول مقدار میں دستیاب تھی۔اس کے علاوہ چول راجاؤں نے جنگلوں کو صاف کرا کر کھیتی کے لائق زمین کا مناسب توسیع بھی کیا تھا۔اس زمانے میں جنوبی ہندوستان میں سینچائی کے قدرتی ذرائع کی کمی تھی۔اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے سینچائی کے دیگر مصنوعی ذرائع پر کافی زور ڈالا گیا۔معاصر ذرائع سے ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ سینچائی کے ذرائع کی حفاظت اور توسیع کو مکمل کام کی شکل میں دیکھا جاتا تھا۔سینچائی کے لئے کئی طریقے اپنائے جاتے تھے۔اس زمانے میں تالاب، جھیل اور کنوؤں کا استعمال ہوتا تھا۔بارش کے پانی کو بڑے بڑے تالابوں میں جمع کیا جاتا تھا۔تالاب کے پانی کو کھیتوں تک پہنچانے کے لئے سینچائی کی نہریں بنائی گئیں۔

''انیکٹ'' لفظ تمل کے دو لفظوں سے مل کر بنا ہے ''ارئی'' یا باندھ اور ''کٹو'' یا تعمیر۔چول حکمرانوں کے زمانے میں کاویری ندی پر بنایا گیا ''مہاانیٹ'' کاویری ندی کے پانی کو سینچائی کے لئے استعمال کرنے کی اولین کوشش تھی۔

سینچائی کے بڑے منصوبوں کے لئے باندھ اور انیکٹ بھی ہوتے تھے جو حکومت کے قبضہ میں تھے۔اب ذرا غور کریں کہ سینچائی کے کاموں میں منصوبہ کی ضرورت ہوتی ہے جیسے مزدوری کے وسائل کو منظم کرنا اور اس پر دھیان دینا کہ پانی کا بٹوارہ کیسے ہو۔زیادہ تر حکمراں اور گاؤں میں رہنے والے لوگوں نے ان نقل وحرکت میں سرگرمی سے دلچسپی دکھائی۔تالابوں کی دیکھ ریکھ کرنا دیہی مجلس (گرام سبھا) کا ایک اہم کام تھا۔

اولوکی تیشور دسویں صدی (گیا)

پال نسل (صورت حال)

جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ آٹھویں صدی کے وسط مشرقی ہندوستان (بہار اور بنگال) میں پال خاندان کا عروج ہوا۔اس خاندان کا بانی گوپال تھا جس کا انتخاب خود وہاں کی عوام نے کیا تھا۔گوپال کے بعد دھرمپال، دیوپال اور مہی پال کئی ایسے راجا ہوئے جنھوں نے شمالی ہندوستان میں ایک مضبوط حکومت کی شکل میں ابھرنے کی کوشش کی۔یاد رہے کہ ان میں سے کئی راجاؤں نے سہ رخی مقابلے میں حصہ لے کر اسے ایک مرکزی حکومت بنانے کی بھرپور کوشش کی۔شاید بہار کا مونگیر شہر ان کی راجدھانی تھی۔

پال حکمرانوں کا زمانہ مختلف فنون اور تعلیم کے لئے مشہور ہے۔یہاں ہم ان کی مجسمہ سازی کے فن اور تعلیم میں ان کی

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

مہا تما بدھ

خدمات کا خاص طور سے تذکرہ کریں گے۔

فن مجسمہ سازی کا ایک خاص انداز کا رواج اسی زمانے میں ہوا، نالندہ، بودھ گیا اور کرکی ہار فنون کے مرکز بن چکے تھے جہاں بڑے پیمانے پر دھات کی مورتیاں بنائی گئیں۔ پال کے زمانے کی مورتیاں اس عہد کے مذہبی عقائد سے متاثر ہو کر بنائی گئیں تھیں۔ اس میں زیادہ تر مہاتما بدھ کی مورتیاں تھیں۔ برہمن، جین اور دیگر دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں بھی ملی ہیں مشرقی ہند کی اس مخصوص مجسمہ سازی میں کالے سلیٹی رنگ کے پتھروں کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس طرز کی مورتیاں خاص طور سے ایک شیلا پٹ پر کھود کر بنائی گئی ہیں۔ شروع میں مورتیوں کے اوپری حصے سجے نہیں ہوتے تھے بعد میں سجی ہوئی مورتیاں بنائی گئیں، ساتھ ہی پچھلے حصہ کو بھی سجایا گیا۔

پال کے فن کے تحت بودھ مورتیوں میں بدھ کے علاوہ بودھستو، تارا، تنتر پانی، بودھ دیو وغیرہ خاص ہیں۔ برہمن دیوتاؤں میں وشنو، شیو، سوریہ، درگا اور گنیش وغیرہ کی مورتیاں بنی۔ جین مورتیوں میں لگ بھگ تمام تیرتھ کروں کی نمائندگی دیکھنے کو ملتی ہے۔

پٹنہ میوزیم میں رکھی گئی پال کے عہد کی بہترین مثالوں میں (ایکساری) سارن سے حاصل اولوکیتیشورز مین کو چھوتے ہوئے حالت میں بودھ کے دوستوں کی مورتیاں، مونگیر سے حاصل بکر مکھ پرنال وغیرہ مشہور ہیں۔ انہیں آپ آج بھی پٹنہ میوزیم میں دیکھ سکتے ہیں۔ پال حکمرانوں کے زمانے میں کئی اہم ترین تعلیمی مراکز قائم کیے گئے۔ پہلے حکمراں گوپال نے اپنی حکومت کے دوران بہار شریف (آدنت پوری) میں ایک خانقاہ اور ایک یونیورسٹی کی تعمیر کرائی۔

دھرمپال نے آج کے بھاگلپور ضلع میں وکرم شیلا یونیورسٹی کی تعمیر کروایا تھا۔ اس نے نالندہ مہاویر کو بھی عطیہ دیا۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

﴿ مشق ﴾

آیئے پھر سے یاد کریں

1 جوڑے بنایئے:

سومناتھ	گرجر پرتیہار
سین خاندان	لوگوں کے ذریعہ منتخب حکمراں
گوپال	سہ رخی مقابلہ
قنوج	گجرات
وسط ہندوستان	بہار

2 جنوب کی خاص حکومتیں کون کون تھیں؟

3 اس زمانے کے بادشاہ کون کون سے خطاب اختیار کرتے تھے؟

4 بہار اور بنگال میں کن خاندانوں کی حکومت تھی؟

آیئے سمجھیں

5 تمل علاقے میں کس طرح کی سینچائی کے انتظام کو فروغ حاصل ہوا؟

6 قنوج شہر تین طاقتوں کے مقابلے کا مرکزی نقطہ کیوں بن گیا؟

7 محمود غزنوی اپنے فتح مہم میں کیوں کامیاب رہا؟

8 سردار نظام کا طلوع کس طرح ہوا؟

آیئے غور کریں

9 معاصر حکومتوں کی حکومتی انتظامیہ آج کی سرکاری انتظامیہ سے کیسے مختلف تھی۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

10 کیا آج بھی ہمارے معاشرے میں جاگیردارانہ نظام کی علامت نظر آتے ہیں۔

آیئے کر کے دیکھیں

11 عہدوسطیٰ کے مندر اپنے مال و دولت کے لئے کافی مشہور تھے۔ عظمت کے نقطہ نظر سے آپ اپنے قریب کے مندر سے موازنہ کیجئے۔

12 ہندوستان کے نقشے پر پرتیہار پال اور راشٹرکوٹ خاندان کے ذریعہ حکومت کے علاقے کو دکھایئے۔ موجودہ زمانے میں یہ ہندوستان کے کس حصہ میں واقع ہیں؟

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

3

ترک افغان حکمراں

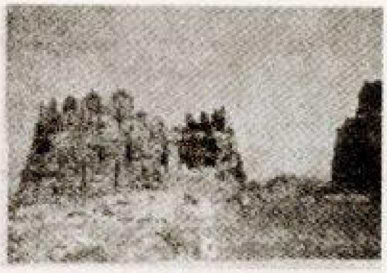

> یوم آزادی (15 اگست) کے موقع پر زبیدہ ہندوستان کے وزیراعظم کو دلّی میں واقع لال قلعہ پر پرچم کشائی کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اچانک اس کے دل میں یہ سوال اٹھا کہ دہلی ہندوستان کی راجدھانی کب بنی؟

آج سے تقریباً 950 سال پہلے تومر راجپوت خاندان کے بادشاہوں کے دور میں دلّی شہر کا فروغ ایک تجارتی مرکز کی شکل میں ہوا۔ اس شہر میں کئی دولت مند تاجر رہتے تھے۔ یہاں دلّی وال نام کا سکّہ ڈھالا جاتا تھا۔ بارہویں صدی کے وسط میں اجمیر کے چوہان حکمرانوں نے دلّی پر قبضہ جمالیا۔ چوہان بادشاہوں نے اجمیر کے ساتھ ساتھ دلّی کو بھی اپنی حکومت کا مرکز بنایا۔

نقشہ: 3.1 دہلی کا نقشہ

تیرہویں صدی کی ابتداء میں ترکوں نے دلّی سلطنت قائم کردیا۔ اس کے ساتھ ہی دلّی برصغیر ہند کے حکمرانوں کا مرکز بن گیا۔ تقریباً تین سو سالوں سے زیادہ عرصہ تک پانچ شاہی خاندانوں کے سلطانوں نے دلی سلطنت پر حکومت کیا۔ چارٹ ایک میں ان پانچ شاہی خاندانوں کی فہرست دی گئی ہے۔ دلّی سلطنت کے سلطانوں نے دلّی کے قریبی علاقوں میں کئی بستیاں بسائیں جنھیں آج ہم دلّی کے لازمی حصہ کی شکل

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)